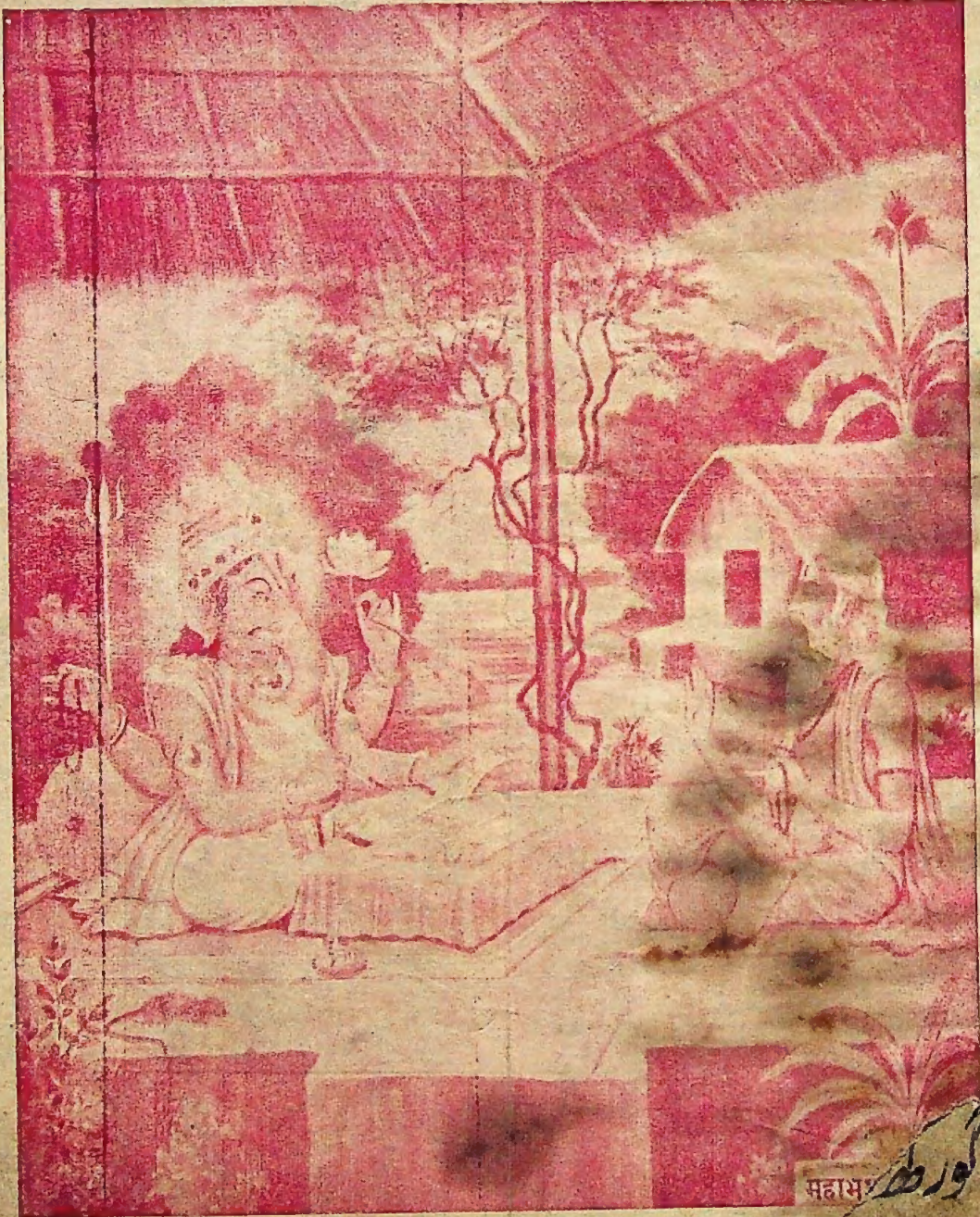


روحانیت کے بلند ترین خیالات کا پرچارک

رسالہ "اوم" چلے

JULY

1972



سہام

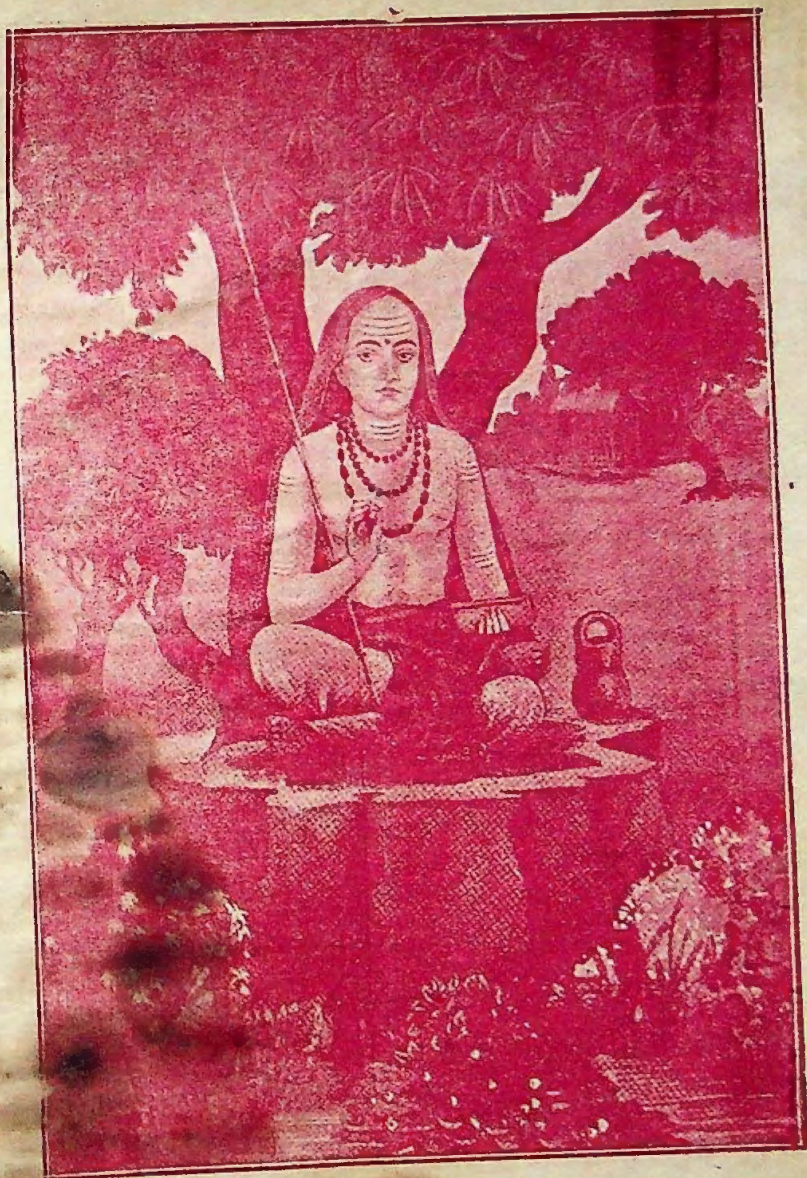
گورو

Maharishi Vedvyas ji

Price Rs. 1-50

Editor

ابن ہمام شری گورو کے نام سے



Jagatguru Swami Shankeracharya

صفحہ	مضمون نگار	عنوان	نمبر شمار
۱	فہرست مضامین	۱
۲/۵	ایڈیٹر	ویاس پوجیا	۲
۶	ماٹر شکر لال جی بی اے۔	مہرشی وید ویاس اور اس کی تعلیم	۳
۸	شری روشن لال بی اے	گلوبھائے عقیدت (نظم)	۴
۹	ماخوذ	بارہہ نگار کا راجہ	۵
۱۰	مہرشی متو برت لال ورن ایم اے	پورا ناک و دیا	۶
۲۳	ایضاً	اٹھارہاں پوراؤں کے متعلق رائے	۷
۲۴	منشی سورج نرائن جہر	پرائوں کی جہا (منظوم)	۸
۲۵	ہندو جالندھر	پران ساہتیہ	۹
۲۷	ایضاً	مہرشی شنگھ اور لکھت کی کہتا۔	۱۰
۲۹	ایضاً	میں تو دیکھوں ہر طرف جھگوان کو (نظم)	۱۱
۲۹	ایضاً	تیر نام لیکر ہی میں جی رہا ہوں (نظم)	۱۲
۳۰	ایڈیٹر	ہمارے گور اور اور انکے دہرم گرنتھ	۱۳
۳۱	ایضاً	جھگوان شکر چاریہ جی کا آخری اپدیش	۱۴
۳۲	شری ستگور پرشاد جی	وقت (نظم)	۱۵
۳۳	سوامی رام	صلح کہ جنگ گنگا گزنگا۔	۱۶
۳۶	گور بانی	اُبرت راجہ رام کی سہرنی۔	۱۷
۳۷	شری جگن ناتھ کھنہ صفی	مرتا کون ہے۔ (نظم)	۱۸
۳۸	منشی سورج نرائن جہر	چہل درویش (پند ہویں کہانی)	۱۹
۴۵	ایڈیٹر	بن پررب (مہا بھارت سے)	۲۰
۴۹	کوی لوکت کھتہ دل	زر کا سپد شتی (منظوم)	۲۱
۵۱	شری لالہ چند کوہلی	شری تپستوی جی جہا راج	۲۲
۵۲	گیاتی بشن سنگھ جی	دھرم کیب ہے۔	۲۳
۵۶	شری سوامی پرا تدی جہا راج	اصلی مذہب۔	۲۴

چند سالہ سولہ 16 روپے
وی بی منگوانے پر 20 روپیہ زائد
فی پرچہ 1/50
ممالک غیر سے سمندری ڈاک RS 25/-
بذریعہ ہوائی ڈاک بچپن = 55 روپے
رقم بذریعہ نارن اپسٹل منی آرڈر بھیجنے
کی کربا کریں۔
اپسٹل آرڈر یا چیک ارسال نہ کریں
سمپادک
گورکھ ناتھ شتہ

روحانیت کے بلند ترین خیالات کا پرچارک

رسالہ ”اوم“ دہلی
بابت ماہ جولائی ۱۹۷۲ء

ویاس پوجا



ہندو تہواروں کی تہہ میں بہت سے راز نہیں ہیں۔ یہ ہندو جاتی کا نابود ہونے والا اتہاس ہیں۔ وہ قومیں جن کا اتہاس صرف کتابوں تک محدود رہا وہ اپنی اصلیت ایمانے بزرگوں کی کیفیت سے محض ناواقف ہو کر اپنی ہستی ہی کھو بیٹھے اور دوسری قوموں میں جذب ہو گئے۔ مگر آفریں ہے ہندو جاتی کے بزرگوں کو جنہوں نے اتہاس کا کتابوں کے علاوہ اتہاس تہواروں کو بھی دھرم اور مذہب کے دائرہ کے اندر کر دیا۔ آج کل یورپ والے سرو و مشپ کے حدود کے ولادہ ہو رہے ہیں۔ کوئی شخص جو کہ معمولی کام کر کے جاتی کو کچھ فائدہ پہنچاتا ہے۔ اس کا میموریل تیار ہوتا ہے۔ پتھر کا بت بنا کر کھڑا کر دیا جاتا ہے۔ کسی کا بیج یا لائبریری وغیرہ اس کے نام پر ہال تیار کر دیا جاتا ہے۔ بدیشک بزرگوں کے لئے قدر دانی ہے۔ ناریان قوم و مذہب کی یادگار ہیں۔ مگر یہ یادگاریں ہمیشہ قائم نہیں رہتی۔ پتھر کے بت ایک دن ٹوٹ جاتے ہیں۔ یا نیر قومیں آکر ٹوڑ دیتی ہیں۔ اسی طرح کالجوں کے ہال انکھوں کے دیکھتے دیکھتے مسمار ہو جاتے ہیں۔ جرمنی نے لندن پر لگتی بم گرا کر دنیا میں سب سے بڑی اور شاندار لائبریری اور کئی گرجے مسمار کر دیئے تھے۔ گویا یہ تمام یادگاریں ہمیشہ قائم نہیں رہ سکتیں۔ ہندو بزرگ ان باتوں سے آشنا تھے۔ وہ زمانہ کی گزشتہ کو جانتے تھے۔ ان کو معلوم تھا کہ کھجک میں ہندو دھرم پر اتنے نام رہ جائے گا۔ اس لئے انہوں نے اپنی قوم کے دلوں پر دھارماک نشان قائم کر دیئے۔

ہر سال بھگوان دیو ویاس کی یاد میں ویاس پوجا کا تہوار اساتھ پونماشی کو اور بھادوں کی ششٹی کو بھگوان کرشن کی یاد میں جنم ششٹی کا اتسو منایا جاتا ہے۔ دوسرے بھگوان رام کی یاد میں منایا جاتا ہے۔ اسی طرح ہر سال دو بار نوراتروں میں ششٹی پوجا کی جاتی ہے۔ گویا ہر سال ہم ان تہواروں کے ذریعے اپنے بزرگوں کی یاد کو تروتازہ کرتے ہیں۔

بھگوان ویاس کی مبارک یادگار (پنیہ سمرتی) کے طور پر ویاس پوجا کا مہرک تہوار ہندوستان میں جاری ہے۔

اس کا دوسرا نام گورو پوجا بھی ہے۔ براہمن کال میں اسی دن سب لوگ اپنے گوروں کی پوجا اور سداکار کیا کرتے تھے چونکہ وید ویاس جی سب کے گورو اور شکشاک (معلم) تھے۔ اس لئے انکی یادگار کے طور پر گورو پوجا ویاس پوجا کے ہی نام سے مشہور ہے اس لئے ہر باب گربستی کو اس دن اپنے خاندانی گورو یا شکشاک کی پوجا (اور اور سداکار) کرنا چاہئے۔

ہماری ہمارے تدریس بھارت ویش کا رواج تھا۔ ان دنوں گورو جنوں (مذہبوں) کی کتنی جھانپتی۔ انہیں کتنا اونچا اس سماج میں دیا جاتا تھا۔ یہی راز یہ تہوار دیران حال سے ظاہر کرتا ہے۔ جو قوم اپنے بزرگوں گوروؤں اور شکشکوں کی عزت کرنا نہیں جانتی وہ اسان فراموش ہے۔ وہ قوم کبھی کبھی ترقی نہیں کر سکتی ہندو قوم کے گورو براہمن اور سنیا سہی تھے۔ جب سے اس قوم نے ان اپنے گوروؤں کی عزت چھوڑ کر مغربی تعلیم کے باعث اور غیر قوموں کے مخالف پرچار کے کارن ان کو ذلیل کرنا شروع کر دیا۔ تب سے ہی ہمارے دھرم کی ہانی شروع ہو گئی۔ دوسری قومیں دن بدن ترقی کر رہی ہیں۔ اور ہندو انکا منہ دیکھ رہے ہیں مسلمانوں کے اندر قرآن مجید پڑھانے والے ملاں کی آج وہی عزت ہے جو کبھی ہندو قوم براہمنوں کی یا سنیا سیوں کی کیا کرتی تھی۔ آپ کہتے ہیں کہ براہمن وہ براہمن نہیں رہے۔ اور سادھو وہ پہلے سادھو نہیں رہے میں تو یہ کہوں گا۔ کہ ان کو گرانے والے بھی تو ہم ہی ہیں۔ آج بھی اگر ہم براہمن اور سادھو کو اپنے پاؤں پر کھڑا کرنے کا دھار کریں تو ہم ان کا سداکار کر سکتے ہیں۔ براہمن اور سادھو بغیر تنخواہ کے ہمارے ماسٹر تھے۔ صرف روٹی اور کپڑا لے کر تمام عمر ہمیں دھرم شاستروں کی تعلیم دیتے تھے لیکن افسوس کہ ہم نے ان کی عزت چھوڑ دی۔ ان سے تعلیم حاصل کرنے کی بجائے ہم غیر ملکی لوگوں کو اپنا گورو تسلیم کر بیٹھے۔ اور براہمنوں سے برتن عداوت کرنے کا کام لینا شروع کر دیا۔

گورو جنوں کا انسانی زندگی پر بڑا اثر ہوتا ہے۔ یہ بتلانے کی کچھ زیادہ ضرورت نہیں۔ ہمارے بھارت ویش کے وہ دن جب کہ یہ آدیش پر نالی اپنے سچے منوں میں یہاں جاری تھی۔ یہاں کے شہری دن تھے۔ ان ہی دنوں سنسار بھر کے دروان یہاں آکر کھڑے دروانوں سے تعلیم حاصل کیا کرتے تھے۔ اور ہمارا بھارت دنیا بھر کا رہنما مانا جاتا تھا۔ بھاکوان پھر انہی بھاکوان (خیالات و جذبات) کا عزت (محترم) اس پنیہ بھومی میں پھر رہا سکتے ہیں۔ بشرطیکہ ہم شردھا اور بھگتی سے پھر اس راستے پر قدم بڑھانے کے لئے تیار ہو جائیں۔ ہم میں ان پنیہ آتماؤں (رشیوں) کا خون اتنا موجود ہے۔ ضرورت ہے صرف بھادونا کی۔ دھاروں کو پلٹا دینے کی۔ کیونکہ ایک۔ انسان کو اس کی بھادونا اور دھاروں کی لہر چھوٹا یا بڑا بنا دیا کرتی ہے۔ بھادونا کی ہی دھار پر ہمیشہ حکومت رہی ہے۔ آج ہم نے اپنے جاتیہ بھادوں (قومی خیالات) کو چھوڑ کر غیر ملکی خیالات کو اپنا لیا ہے۔ خیالی طور پر دھاروں کے محتاج ہیں۔ اور جب تک ہم اپنے خیالات میں اس طرح اوروں کے غلام بنے رہیں گے ہم کبھی بھگتیت ایک قوم کے آزاد نہیں ہو سکتے۔ اس لئے ضرورت ہے کہ ہم اپنی کشید بھادوناؤں کو چھوڑ کر ادارہ بنیں۔ اور دلش جاتی اور دھرم کی خدمت کیلئے اپنے خود غرضی و تنگ نظری سے پر ذلیل خیالات کو چھوڑ دیں۔ اپنی زندگی دیس جاتی اور دھرم کی سیوا کیلئے سمرن کر دیں۔

گورو پوجا منس کے اندر روحانی خیالات کی لہر پیدا کرتی ہے۔ اور یہی خیالات کی لہر ہماری زندگی کے سفر کو آسان اور سداکار بناتی ہے۔

بھاکوان وید ویاس جی کامیون اس بات کے آدیش کو قائم کرتا ہے کہ ہمارے گورو کیسے ہمارا تھ اور پراگتی ہونے چاہئیں اور

ہمیں کس طرح ایسے سچے گوروں کی پوجا کر کے اپنا اتمک کلیان کرنا چاہئے۔ یہی ویاس پوجا اور گورو پوجا کا آدرش ہے۔ جس کو آج نظر سے اوجھل کر کے ہم اس درگئی کو پہنچ رہے ہیں۔

اب ہم جہشی ویاس جی کے جیون پیرنٹ کو مختصر بیان کر کے انہوں نے جو ہم پر اپکار کئے اور تمام زندگی مندہ جاتی کے سدھار کے لئے صرف کروڑوں۔ اُس کو درخ کر دیں گے۔

بھگوان ویاس جی کا شیر کچھ سانولے رنگ کا تھا۔ اس لئے انکو کرشن کہتے تھے۔ نیز چونکہ جننا کے ایک جزیرے میں اُن کا جنم ہوا۔ اس لئے اُنکا نام کرشن دوی پاتن مشہور ہو گیا۔ چونکہ آپ نے ویدوں کو بالترتیب حصوں میں منقسم کیا۔ بسنے آپ کا نام دید ویاس مشہور ہو گیا۔ آپ پر اثر رشی کے پتر تھے۔ آپ کی مانا کا نام ستیہ دتی تھا۔

بھگوان ویاس نے بڑا سنبھالتے ہی اپنی مانا سے بھگوان میں بغرض تپتیا چلی جانے کی خواہش ظاہر کی لیکن مانا سنبھالتے ہی اس پر اعتراض کیا اور اُنک دینے سے انکار کر دیا۔ لیکن بہت اصرار کرنے پر مانا کو اجازت دینی ہی پڑی۔ انہوں نے مانا سے یہ وعدہ کیا۔ کہ جب وہ انہیں یاد کیا کریں گی وہ سبیا میں حاضر ہو جایا کریں گے۔ اجازت حاصل کر کے وہ جنگلوں میں چلے گئے۔ ان کا جنگلوں میں چلے جانے سے صرف مقصد نہ تھا کہ وہ اپنے پرلوک سدھار کے لئے تنہا کسی نامعلوم گھاٹ میں بیٹھ کر تپتیا کریں گے۔ وہ تپتیا کرتے ہی بڑھتی تھیں۔ کرم فلسفہ کے حتم اُتار تھے۔ انہیں اپنے لئے کسی سارھن کی ضرورت نہیں تھی۔ بلکہ لوک کلیان کیلئے اپنے ذاتی آرام و سکون کو بالائے طاق رکھ کر اور گرمست آئٹرم کے بندھنوں سے آزاد ہو کر بدر کا آئٹرم میں کھن تپ کیا۔ اور اپنے تپوں سے اپنے والے مستقبل بعید کا رنگ ڈھنگ اور انسانی نسلوں کو اُسی۔ کم عمر۔ کم دامن اور باپي دیکھ سچھکر آپ نے ویدوں کا دھجنا کیا۔ یعنی ویدوں کو بالترتیب حصوں میں منقسم کیا۔ تاکہ لوگوں کو تھوڑی ہی محنت سے برہم و دنیا پر اپت ہو سکے۔ انہوں نے برہم سوتر لکھے جنکو اچکل کے ویدوں دیکھ کر رنگ ہو رہے تپ۔ انہوں نے اٹھارہ پڑاؤں کی تصنیف کر کے کھڑاؤں اور کہاویوں کے ذریعہ ویدوں کو سبھانے کی کہاں کو شیش کی اس کے علاوہ آپ پران۔ ہما جارت اور شیر کچھ کاوت پگیتا کی رچنا کر کے روحانیت کے بلدادہ لوگوں کیلئے لازوال سامان پیدا کر دیا جتنے بڑے بڑے گرتھ آپ نے اپنی زندگی میں لکھے ہیں۔ اتنے اس سے پہلے اور اسکے بعد آج تک نہ ہی کوئی لکھ سکا ہے۔ اور نہ ہی کوئی آیت سدھ لکھنے کی سامتہ رکھ سکتا ہے۔ کیونکہ اسٹارڈ کام تمام علم کی سخت محنت کا پھل ہے۔ اتنے بھاری گرتھوں کو دیکھ کر یہ اندازہ کیا جاتا ہے کہ آپ کی زندگی کا ایک بھی لمحہ فراغت میں نہیں گذرا ہوگا۔

بھگوان ویاس جی کے تصنیف کردہ گرتھوں نے اس زمانہ سے لیکر آج تک منش سماج کو کیا فائدہ پہنچا یا ہے۔ اور آپ کے دنیا پر کتنے بڑے احسانات ہیں۔ اس پر ایک طائرانہ نظر ڈالے بغیر مٹی تپتیا۔ تیرانی اور کرم یوگا کا صحیح اندازہ کرنا دشوار ہے اگر آپ نے مذکورہ بالا گرتھوں کو جان نہ بتا۔ تو آج پرچین اور بھیتیا۔ سات ویدک دھرم اور مندوں کے بزرگوں کی تواریح کا نام و نشان مٹ گیا ہوتا۔ ویدوں کا گلیان ہم تک نہ پہنچ سکتا۔ اور آج جہالت اور لاعلمی کے گھبراہٹکار میں سارا جہان بھٹکتا پھرتا۔

اپدیش

ویاس جی فرماتے ہیں۔ کہ ہر سچھلا انسان کو یا سچ شخصوں سے اثر واد یعنی دھما سے خیریت رہنا چاہئے۔

میں اپنے ماتا پیتا سے جو زندگی بھر بچوں کیلئے کوشاں رہتے ہیں۔ دن رات انہیں علم و عقل اور تمیز یعنی اخلاق کی باتیں کھانے پینے کے مسئلہ اور شہنائی کا خیال رکھتے ہیں۔ بڑائی سے بچے کی ہمیشہ کوشش کرتے انکی تکلیفات دور کرنے کیلئے وہ کی کچھ برواشت نہیں کرتے۔ اور انہیں اپنا روپیہ جاسودہ دولت و اقبال سب کچھ ان ہی کے لئے ورنہ میں چھوڑ جاتے ہیں۔

مے گورو سے جو اسے علم دھرم صنعت و حرفت عقل و تمیز روشن خیالی اور نیک دلی کے اہم اصول زندگی سمجھا کر اپنی عانت (بولک) سنوارنے کے قابل بناتا ہے اور جہالت کے اندھیرے سے نکال کر روشنی اور نور کے طبقے میں پہنچاتا ہے۔

مے بیواؤں اور یتیموں سے جو اپنی یاد دہشتی اور بد اعمالی کی بدولت اپنے بچی اور پیتا ماتا کے سایہ سے محروم ہو گئے ہیں ان پر رحم کرنا ہر ایک انسان کا فرض ہے۔ تاکہ اور مرد و عورت اور بچے انکی حالت سے سبق لیکر اپنے غامدوں اور والدین سے نیک سلوک کریں اور ایسے گناہوں کے مرتکب نہ ہوں جنکی وجہ سے ان بد بختوں کو بد دن دیکھنا پڑا ہے۔ ایسے شخصوں کی خدمت کرنے ان کو روٹی کپڑا اہٹا کرنے اور انکی ضروریات پورا کرنے سے دعائے خیر حاصل ہوتی ہے۔ اور وہ شخص جسے وہ نیک دعا دیتے ہیں۔ پر ماتا کے رحم کا حقدار ہو کر عقل سلیم سے ممتاز ہوتا ہے۔

مے ایسا بچوں سے کہو کہ وہ بھی اپنے بالوں کی وجہ سے ہی اس طرح لاچار و مجبور ہو جاتے ہیں اور ایشور کی کسی نعمت سے حظ نہیں اٹھا سکتے۔ اس لئے ان پر پرورش کی نظر رکھنا اور انہیں روٹی کپڑا وغیرہ ضروریات زندگی دینا کرنا ہر ایک انسان کا فرض ہے۔ بھگت۔ ورت۔ سنیاسی۔ سادھو سے جنکے متعلق وید ویاس جی فرماتے ہیں کہ یہ پرستھی پر دیتا روپ ہوتے ہیں۔ انکے دشمنوں سے انسان کے گناہ چھٹ جاتے ہیں۔ انکے اپدیش اور انکی زندہ مثال سے اس کا دل روشن ہو کر اسے ایشور پرستی کا سیدھا راستہ ملتا ہے۔ کیونکہ وہ جگہ خواہشات دنیاوی کو تلاخلی دیتے رہتے ہیں۔ اور محض قالب انسانی کی رکشا کیلئے انہیں روٹی اور ایک لنگوٹی کے سوا اور کچھ ضرورت نہیں ہوتی کیا انکی اس خدمت سے جو وہ اس طرح کلی عالم کی شانہ روز کرتے ہیں۔ فائدہ اٹھا کر ایک گرمی کا دھرم نہیں ہے کہ وہ انکے روٹی کپڑے کا ہی کچھ خیال رکھے۔ جو شخص ایسے سادھو کی خدمت نہیں کرتا۔ وہ کبھی اپنے مقصد زندگی حاصل ہونے کی امید نہیں کر سکتا۔ انکی دعائے خیر سے جو مدد ملے دلی ایسا لحظہ میں حاصل ہو سکتا ہے۔ وہ ہنتر سال کی عبادت سے حاصل ہونا مشکل ہے۔ تو تھ۔ ہرشی وید ویاس جی نے دان کا ہتھوڑا تے ہوئے ظاہر کیا ہے کہ برہم و دیاکے پرچار کوں یعنی براہمنوں اور سادھوؤں کو بھی دان دینا صحیح دان کہلاتا ہے۔ بیواؤں یتیموں اور ابا بچوں کو جو کچھ دیا جاتا ہے۔ وہ ایک انسانی فرض ہے۔ وہ دان نہیں کہلاتا۔ بلکہ لوگ براہمن اور سادھوؤں کو دان دینے کی بجائے کلیوں میں دان دیتے ہیں۔ جہاں دہشتے و سناؤں کی پورتی ہوتی ہے۔ ایسے لوگ اگلے جنم میں براہمنوں کے گتے بنتے ہیں۔ جہاں انکے لئے ٹھکانے بھجوتے ہیں بھاتا مانس سیدھا کرنے کے لئے نوکر سیر کرانے کیلئے موٹر گاڑیاں ہوتی ہیں۔ یہ تاسی دان ہے۔ اور اس کا بچس بھی تاسی یعنی گتے کی جوں ہے لیکن آدم ڈاسائش کے سامان دھیا ہیں۔ کئی لوگ ایسی سنسکھاؤں کو دان دیتے ہیں جو دھرم کے دور پر چار کرتے ہیں جن کا سدھانت کھاؤ۔ پیو اور مودھ اڑاؤ ہے۔ جو دھرم شناسنتر کی تعلیم سے بے بہرہ ہیں۔ لیکن اپنا ہی گورو دھرم چلاتے ہیں۔ ایسے لوگ جو مانس اور شراب کا سیرن کر کے بھی گورو کہلاتے ہیں۔ اور اپنا دنار لا کھائی دھرم چلاتے ہیں۔ ان کو دان دینا۔ گویا ادھرم کو پھیلانا ہے۔ یہ بھی تاسی دان ہے۔ ساتوک دان وہی ہے۔ جو برہم دیتا ہے کہ پرچار کوں یعنی سادھو اور براہمنوں کو دیا جاتا ہے ایسے دان سے دھرم کی وردھی ہوتی ہے۔ پاپ کا ناش ہوتا ہے۔ اور اپنا انتہ کرنا

پوتہ ہو کر یہ سم گیان کو برائیت کرنے کے سمرکتہ بنتا ہے۔

آتمنا۔ وید ویاس کے پیدائش کے بموجب آتما کے لحاظ سے کل آفریش ایک ہے محض شریر یا جسم کے خیال سے سب مجدا جدا ہیں۔ اس لئے ہر ایک کو کل پرانی مائت کے ساتھ پریم کرنا اور ان کے دکھ سکھ میں حصہ لینا چاہئے اور سب کے ساتھ برادرانہ برتاؤ کرنا چاہئے۔ ایسا کرتے سے وہ اپنی ہی آتما کے ساتھ نیک سلوک کر لیا۔ اور یہ اس کی اپنی ترقی کا باعث ہوگی۔ ویاس جی کا یہ قول ہے کہ جس کو انسان پیدا نہیں کر سکتا۔ اس کو مارنے کا حق بھی اسے حاصل نہیں۔ اس لئے اہنسا دھرم ہی ہم جھگڑان ویاس کے پرانچا روں اور احسانات کو کبھی بھول نہیں سکتے۔

گورکھ ناٹھ تندرہ

اوم شرم

از ماسٹر:-
شکر لال جی
بھٹنا گربانی۔ اے

مشہور وید ویاس جی مہاراج تعلیم
اور اس کی تعلیم

اوم

ہندو دھرم آج بھی اسی شان و شوکت سے ممتاز ہے جو اسے مہاراجہ بکرپاجیت، مہاراجہ رام چندر اور مہاراجہ ہریش چندر کے زمانہ عروج میں حاصل تھی۔ کتنے انقلاب اسکی چھاتی پر سے گذرے لیکن اس نے کوئی نمایاں تبدیلی محسوس نہ کی۔ بدلتی مدت اور مسلمانی مذہب نے اس کو ختم کرنے کی کوشش کی۔ یہاں ناشکیوں اور دہریوں کا راج بھی ہوا۔ مگر ہندو دھرم کی آب و تاب وہی رہی۔

اگرچہ اکثر لوگ جن کو براتمانے ہندو دھرم میں پیدا کیا تھا۔ اپنی نافہمی یا غلطی سے دھرم بدلتے رہے۔ لیکن ہندوؤں کے مجموعی اختلافات میں کبھی کوئی فرق نہ آیا۔ اور اسکی وجہ یہ ہے کہ وید ویاس جی نے ہندو دھرم کو گیان کے اس بحر ناپیدا کنار سے سیراب کیا ہے جسکی تعلیم و تلقین اب بھی روز روشن کی طرح ہر کس و ناکس کو فائدہ پہنچا رہی ہے۔ انہوں نے دھرم کے ایسے سیدھے سادے اصول مضبوط کیے ہیں جن کا اثر اب بھی بچے بوڑھے عورت مرد۔ راجہ رنک و امیر وغریب پر ایسا یکساں پڑتا ہے جس کو وہ کسی صورت میں بھی فراموش نہیں کر سکتے۔

وید ویاس جی کا اصل نام کوشن ہی تھا اور جمنائے ایک دوپ (جزیرے) میں پیدا ہونے کے باعث آپ کو دوی پائس بھی کہتے تھے۔ بعد میں چونکہ انہوں نے وید کی رچاؤں کو یکجا جمع کر کے کتابی شکل میں مرتب کیا۔ اس لئے ان کا نام ... وید ویاس زبان زد خلاق ہو گیا۔ وید ویاس جی کسب کمال، علوم و فنون اور جپ تپ کے برابر آج تک کوئی بھی شخص عالم ظہور میں نہیں ہوا۔ وشنو پران کے قول کے بموجب اب تک ۲۸ منو متز ہو چکے ہیں۔ اس لئے ان میں کوشن دو پائس یا تیسویں ویاس سمجھے جاتے ہیں وید ویاس جی نے رگ۔ شام۔ اتھرو اور یجور وید کو مرتب کیا۔ انکی لگ رچائیں جو مختلف رشیوں پر براتمانے پرگٹ کی تھیں اور بعد میں مختلف رشیوں کے نوک زبان تھیں۔ انکو وید ویاس ہی کتب کی شکل میں لائے اور اس طرح آپ نے ہندوؤں پر ایسا

عظیم الشان احسان کیا جس کو وہ کبھی بھی نہ بھول سکیں گے۔

وید ویاس نے اپنے ویدانت شاستر کی تدو سے ہندو جاتی کو اصلی آتم گیان کے نور سے منور کیا۔ اور اپنے ہی جہا بھارت راج کر پراچین اتھاس کے واقعات سے عوام ہند کو واقف کر کے قدیم تاریخ کو روشن کیا۔ وید ویاس جی نے اٹھارہ پُران تحریر کر کے پراچین زمانہ کی تہذیب ترقی کمال علوم و فنون اصول زندگی دھرم تمدن اخلاق علم فلسفہ تاریخ اور مختلف زمانہ کے کرسی نامہ پر روشنی ڈالی۔

اٹھارہ پُرانوں کے نام

یہ ہیں۔ (۱) برہم پُران۔ (۲) پدم پُران۔ (۳) دشنو پُران۔ (۴) دیوی پُران۔ (۵) بھاگوت پُران۔ (۶) نارد پُران۔ (۷) مارکنڈے پُران۔ (۸) اگنی پُران۔ (۹) بھویش پُران۔ (۱۰) برہم دیورت پُران۔ (۱۱) لنگ پُران۔ (۱۲) وراہ پُران۔ (۱۳) سکند پُران۔ (۱۴) واسن پُران۔ (۱۵) کورم پُران۔ (۱۶) تسمیہ پُران۔ (۱۷) گریہ پُران۔ (۱۸) برہمانڈ پُران۔

ان جملہ تصانیف میں وید ویاس جی کا کمال اس امر میں ہے کہ وہ انسان کے ہر دو طبقات یعنی بھلے اور برے دونوں کا ذکر نہایت صریح اور واضح طور پر کرتے ہیں۔ انکی دلائل انکے واقعات اور انکے نتائج عام ہندوؤں کی خاص خوبیوں پر روشنی ڈالتے ہیں۔ ان میں مختلف واقعات پر آپدیش دیکر آپ نے عوام کو روشن خیال بنانے کی بھی ہر طرح سعی و بلیغ کی ہے جسکی بدولت ایک دوبار پھٹی کے دل پر ان کا امٹ اثر ہوتا ہے۔ اور یہی ان کا کمال ہے۔ جو ہندوؤں کو ہزاروں بلکہ لاکھوں سالوں سے زندہ رکھ رہا ہے۔ وید ویاس جی کی تصانیف کے صفحہ صفحہ سے یہی سبق ملتا ہے کہ جلیانوں بند تہ تیغ ترقی کرتا جائے عیوب سے پاک رہے۔ سب کی نیکی اور خوبیوں کا احترام کیا کرے۔ اس سے اسے اپنی اس زندگی میں کامیابی ترقی اور عروج حاصل ہوگا۔ اور آئندہ جہنم میں اسے وسائل ترقی کی سہولیت کمال کی اُمید دلی خوشنودی شانتی امن اور اطمینان میسر ہوئے۔ انسان جو کام بھی کرے۔ جو خیال کرے۔ جو بات زبان سے نکالے اسکو نبھائے اپنی ناکامیابی پر شرمندہ اور نراس نہ ہو۔ اور نہ اپنے آپ کو لاچار و مجبور خیال کرے۔ نہ کبھی کوئی چیز روزہ حاصل کرنے کی کوشش میں نامی مصائب سخت اور سبکی کا شکار ہو۔

وید ویاس نے تاریخی واقعات کی تشبیلات پیش نظر رکھتے ہوئے مسافت دنیا کے مسافر کو یہ بتلایا ہے کہ کس طرح ایک کم ہنم انسان لالچ کے پھندوں میں پھنس جاتا ہے۔ اور اسے کن کن آزمائشوں کا مقابلہ کرنا پڑتا ہے۔ ساتھ ہی اسکے آپ نے مختلف تاریخی واقعات کے ذریعے یہ بھی پتھر کی لکیر کی مانند نچتہ کر دیا ہے۔ کہ کس طرح ایک ذی عقل انسان اپنی زندگی کے اصول ہر وقت ہر شخص ہر وقت ہر کرم اور ہر دھرم کے متعلق بنا لیتا ہے۔ قدم قدم پر دیکھ کر ہاتھ سے نہیں جاتے دنیا اور وہ کس طرح سہل قابل تعریف اور قابل پیروی طریق سے زندگی بسر کرتا تھا اس وجہ کمال کو حاصل کر لیتا ہے۔ جس پر ہینچ کر لوک اور پرلوک دونوں ہی اس کے پیروں پر نچا رہتے ہیں اور بڑے سے بڑے راجہ جہا راجہ سرکش و مغرور اور شہزاد و پیر سال اس کے در و دروس تسلیم خم کرتے ہیں۔

وید ویاس کی تعلیم

اور آپ کی تعریف و توصیف آپ کی تصنیفات کے لفظ لفظ سے ظاہر ہے۔ جن میں سے چند اقتدا بات ہدیہ ناظرین کئے جاتے ہیں۔

پرماتما کے متعلق وید ویاس نے یہ ظاہر کیا ہے کہ ایک برہم ہے۔ اور دوسرا کوئی نہیں۔ وہ اندریوں کی پہنچ سے باہر ہے عقل، ذہن، تصور اور قیاس کی پہنچ سے بہت بلند ہے۔ وہ اندر و جہیز (ناقابل بیان) اپنیتہ (ناقابل خیال) ہے۔ زبان (سکری) تقریباً اور حمد نہیں کر سکتی۔ یہاں تک کہ وید شمشیش، بشاردا، رشی، جہرشی سب ہی اس کے بیان سے قاصر ہیں۔ وہ (مہا) (بہت) (بڑا) ہے۔ انام (بے نام) ہے۔ اور ویش وکال (مکان و زمان) کی قید سے آزاد ہے۔

شری ویاس جی مالہ
شری روشن لال صاحب
روشن پٹیلوی جی۔ اے۔

گم رہوں گے ہیں زمانہ بھرتیا رہبر ویاس جی
مخزن ہر و وفا، مجموعہ صدق و صفا
جس کی بڑے کئی زمانہ کو موطر کر دیا
رات دن رہتے تھے وہ در وطن سے ہر قرار
جس نے مجھ کو محبت کر دیا ہر ایک کو!
نیچ سے بھی نیچ، ٹھکرائے ہوئے انسان کو
رام ہوتے تھے جسے سن کر قابو لب و دشمنان
کیوں نہ ہو تار تھریوں پر اُٹھی ہو کہ جب
دیکھ کر گیتا کے پاکیزہ اچھوٹے گبان کو
کر دیا کا فوز تنویر حقیقت سے اسے
اُن کو کوشش بائے پیہم پر تھا پورا اعتماد
حشر تک بھی ہم انہیں دل سے بھلا سکتے نہیں
کیا جہا بھارت ہے روشن؟ معدن علم و فنون
راز سر سبز کئے بھر جس کے اندر ویاس جی

بدیمہ نگر کا راجہ

بدیمہ نگر کا راجہ جب تک نہایت زیرک اور دلیر آدمی تھا۔ خوش اقبالی ہمیشہ ساتھ رہتی تھی اور بد اقبالی دوروں کا اعتنا ج کے حق میں وہ کب پرکش تھا۔ اور دوستوں کے گھرانے آفتاب کے حق میں آفتاب درخشاں موسم بہار میں ایک روز اپنے پھول اور پھلوں سے لدے ہوئے بارغ میں اس طرح سیر کو گیا۔ جس طرح راجہ اندر نندن بن میں لگا گشت کو جایا کرتا ہے۔ اور لوگوں کو دور کھڑا کر کے تختہ تاج پر چن چن گشت کرنے لگا۔ یہاں درختوں کے ایک جھنڈ میں کچھ سدھ بیٹھے تھے۔ یہ جہاں تا لوگ پہاڑوں کی گچھاؤں میں تنہا رہنے والے تھے۔ اور آپس میں گیان دھیان کی باتیں کر رہے تھے۔ جنمنا ایک ایک جہاں نے مندرجہ ذیل ایک ایک شلوک پڑھا۔

سِدھ لیتا

- ۱۔ ناظر و منظور کے وصل سے جس آنند کی کیفیت کا نفس میں لہجہ تھا۔ اور جو کیفیت ہمارے ہی آتما میں سے اٹھ کر تھی ہے۔ اسی بے حرکت آتما کی ہم اپنا کرتے ہیں۔
- ۲۔ ناظر و منظور و نظریہ بنوں کو روح و اسنا چھوڑ کر اس گیان کے پہلے چمکارے کی ہم اپنا کرتے ہیں جو ہمارا آتما ہے۔
- ۳۔ بہت و نیست دونوں پہاڑوں کے بیچ میں جو ہمیشہ رہتا ہے۔ اور تمام انوار کو چمکاتا ہے۔ ہم اس آتما کی اپنا کرتے ہیں۔
- ۴۔ جس کے شروع میں "ہ" ہے۔ اور آخر میں "س" (ہنس منتر) جو تمام صورتوں میں جاگزیں ہے۔ اور "سوم" یعنی میں وہ برہم ہوں کا نعرہ ہمیشہ سناتا رہتا ہے۔ ہم اس آتما کی اپنا کرتے ہیں۔
- ۵۔ طمر کے ایشور یعنی آتما کو چھوڑ کر جو اور دونوں کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ وہ چنستا منی کے ہاتھ میں پڑے ہوئے بھی ہو کر جو بہات کی خواہش کرتے ہیں (چنستا منی وہ جہاں ہے کہ جس کو ہاتھ میں لے کر جو مراد مانا وہی ملجانی ہے)۔
- ۶۔ تمام آرزوؤں کو چھوڑ کر آتما کی اپنا کرنا کا پہل پہلے ہے۔ کہ ہوس کی زہریلی سیل کی جڑیں کٹ جاتی ہیں۔
- ۷۔ آغاز و انجام دونوں میں بے حظ جانکر کبھی جو بار بار لہجیوں میں ہوس کرتا ہے۔ وہ محض گدھا ہے کیونکہ گدھا ہی بے جھٹکا اس روز چرتا ہے۔ مگر اس کا پیٹ نہیں بھرتا۔
- ۸۔ اندریوں کے دشمن جو اب اس میں نور و تیز کا دندا انہیں یوں مارو جس طرح پہاڑ جب اٹھتے تھے تو راجہ اندر ان پر بھرا رہتا تھا۔
- ۹۔ ہاتھ سے ہاتھ مسل کر دانت سے دانت پس کر اور اعضا سے اعضا کو دبا کر آدمی کو چاہئے کہ اول اپنے من کو جیتے۔

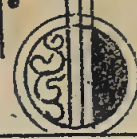
اوم

چہرشی وید ویاس جی کی تصانیف اٹھاراں پوران

اوم

پورانک ویدیا

تین سو تین لاکھ وین سو



سمندر میں جہاں موتی و مونسکے ہوتے ہیں وہاں ہمند جھاگ اور کوڑی منگہ وغیرہ بھی اکثریت سے رہتے ہیں اگر سب انہوں کو سمندر کی مکمل حالت میں فوق آتے ہیں کیونکہ وہ ہر ایک شے کا مخزن ہے اور اسکی بڑی کچھ اسی بات میں ہے کہ اس میں سب کچھ موجود ہے تو جو لوگ جس شے کے ادھکاری ہیں وہ اپنی اپنی ضرورت کے سلسلہ میں اور اس سے پار کیسے سارے انسان نہ کبھی ایک مزاج کے ہوتے اور نہ کبھی ہوں گے سب کے طبائع اور سب کے مزاج قطباً جہداً ہیں اختلاف قدرت کی جان ہے اور قدرت کی خوبصورتی بھی اسی بات میں ہے کہ اس میں گونا گوں نظارے نظر آویں اس دنیا کی رچا مرکب ہے مفرد نہیں ہے اور اس لئے مرکب رچا میں رہتے ہوئے مفرد چیز کی امید رکھنا ایک صریح غلطی ہے جسم کی خوبصورتی کچھ اسی بات میں ہے کہ اس میں ہاتھ پاؤں کان ناک سب ریں سارے جذبات اور محسوسات وقت و وقت پر اپنا تاشہ دکھا دیں اور جو جیسی نگاہ رکھتا ہے وہ اسی کے موافق اپنا کام کرے اور اس کے وسیلہ سے سچائی تک پہنچنے کی تدبیر ڈھونڈے ہند پوران جنگلی نسبت آجکل اس زور شور سے لعین طعن کی صدا بلند کی جا رہی ہے دراصل اپنے تمام اختلافات کے سلسلہ میں خاص شتم کی روحانی تعلیم کا اہتمام کرتے ہیں اور ہر قسم کے متلاشی و محقق کیلئے غمزدی سامان ہیا کیا کرتے ہیں مانا ان میں بہت سی باتیں ایسی ہیں جو خاص خاص طبقتوں کے لئے ناخوشگوار ثابت ہوتی ہیں مگر اس سے ہرجا کیلئے گلاں میں پھول پتے کاٹے اور گھاس ناک کے تھکے رہتے ہیں اور یہ سب رعیت مجموعی خوبصورتی کا تاشہ دکھاتے ہیں اگر تم کو کانٹے سے زنجیر نہیں ہے تو نہ سہی بگڑ پھول کی خوشبو اور اس کی پتھڑیوں کی خوبصورتی کی طرف سے کیوں آنکھ میچتے ہو یہ بھکاری صریح غلطی ہے اور اس غلطی کی وجہ سے نہ صرف تم ہیئت کی زیارت سے محروم رہ جاتے ہو بلکہ زندگی اور زندگی کے مختلف طبقات کے مقاصد انکی اغراض سے ناواقف اور نادان بن رہے ہو تم کو چاہیے تھا کہ ہر شے کو اسکی خصوصیت کے نقطہ نگاہ سے دیکھتے اور ایک ایک پہلو کی طرف نگاہ ڈال کر خطوط و شاد کام بناتے یہ تو تم سے نہیں ہوتا مگر حق نکتہ چیں اور عجیب بن کر دل کو نفرت و کراہیت کا مخزن بنالیتے ہو اور انسانی اخلاق سے ہاتھ دھو کر بد اخلاق بن جاتے ہو جو لوگ پورانوں کے نام سے خواہ مخواہ چڑھتے ہیں ان میں زیادہ تر تھکا دیسے آدمیوں کی ہے جنہوں نے نہ تو کبھی پورانوں کا مطالعہ کیا اور نہ انکے طرز بیان سے کبھی عاں کی ان میں فیصدی خالوے آدمی ایسے ہیں جنہوں نے پورانوں کے قصے و کہانیوں تک کو سنا تا کہ نہیں اور پھر بھی وہ بڑی بھارت کیساتھ انکی نکات کیا کرتے ہیں کیا نکات مجاز اور فاسد دنیا کا کوئی مذہب ایسا نہیں ہے جو تین باتوں سے غالی ہو اول کرم کاٹھ دوم فلسفہ سوم بزرگوں و دیوتاؤں کی کہانیاں یہ تین دراصل مذہب کے زبردست رکن ہیں ان میں سے کوئی بھی ایسا نہیں ہے جو مفردی ہو کرم شری کا اصول ہے اگر کرم نہ ہو تو شری نہیں ہو سکتی کرم و شتم کے ہوتے ہیں ایک تو کرم کا وہ عالمگیر اصول میں جسکے ماتحت اور جسکے سلسلہ میں خلقت

کا کاروبار ہو رہا ہے۔ دوسرا خاص خاص فردیت و شخصیت کا خاص کرم۔ افراد کے لحاظ سے دوسری قسم کے کاموں میں اختلاف رہتا ہے۔ اور اختلاف ہونا بھی مباح ہے۔ مگر یہ کرم بھی اس عالمگیر کرم کے قانون کے تابع ہے۔ جو متحرک بن کر کائنات کا کام کر رہا ہے اگر دنیا کی مخلوق اس اصول کو سمجھ کر کام کریں تو ان کو نہ صرف دکھ اور بے مروتی سے نجات رہے۔ بلکہ وہ سکھ اور خوش کیساتھ شری کے غرض کی تکمیل میں معاون بنے رہیں۔ مگر کبھی کبھی ایسا نہیں ہوتا۔ انسان بالخصوص جب کبھی اپنی شخصی انایت کو سب سے بڑا اہمیت دینے لگتا ہے نقص واقع ہوتا ہے۔ اور اسی نقص کے دور کرنے کے لئے پھر اسکے لئے ایسے کرموں کی تلقین اور لازمی بن جاتی ہے۔ جو اس کو پھر از سر نو عالمگیر کرم کے قانون کے تحت سے باندھ دے اور اسکے عیب دور ہو جائیں۔ اگر وہ انایت کا شکار نہ بنے تو پھر ان خاص کرموں کے بنانے اور کرانے کی ضرورت کبھی لاحق نہ ہو۔ دوسرا اس شخص کو پلائی جاتی ہے جس کو بیماری ہے اور جس نے صحت کے قانون کی خلاف ورزی کی ہے۔ اگر وہ قدرتی زندگی بسر کرتا تو اس کو کڑی اور کیسلی دوا کیوں دی جاتی۔ اس شری کی مشابہت ایک انجن سے دیا سکتی ہے جس کے بے شمار ریزے رہتے ہیں۔ اور جو انجن کی حرکت سے متحرک رہ کر اپنا کام کرتے ہیں۔ اور انجن یا کل کی غرض کی تکمیل کرتے ہیں۔ اگر اسے ریزے اس اصول پر کام کریں تو کیا کہنا ہے مگر جب کبھی کسی پکڑے میں نقص آجاتا ہے۔ انجنیز کا ہتھوڑا رستے لگتا ہے اور سب وہ درست ہو کر اپنا کام کرنے لگتا ہے۔ کل پھر حرکت میں آجاتی ہے۔ ہم سب نظام کائنات کے کل کے ریزے ہیں۔ پھر ان میں کثرت و اختلاف کا نظارہ ہے مگر انجن یا کل کی شری سے آتے ہیں و صحت ہے۔ اسی طرح برہما نڈ میں ہر جگہ کثرت میں وحدت اور وحدت میں کثرت کا ظہور ہے۔ کوئی ایسی شے یا ایسی مخلوق تم نہ دیکھا سکو گے جو وحدت و کثرت کی جھلکتی ہوئی تصویر نہ ہو۔ تمہارا جسم خود اس کا بہترین نمونہ ہے تمہارا جسم کے ایک ایک عضو میں ہی اصول ہر جگہ کام کرتا ہوا نظر آئے گا۔ ذرہ ذرہ میں یہی قانون محیط ہے۔ اور چونکہ ان سب کے کرم مخصوص ہیں۔ اس لئے وہ اپنے اپنے کام بھی کرتے رہتے ہیں۔ اور ساتھ ہی وہ بڑا کام بھی جو ان کو اوقات سے ملتا ہے۔ چسکے اور جسم مخصوص یا کل برہما نڈ مخصوص ہے۔ کرم کا نڈ کی اصلی غرض یہ ہے کہ سب کرم کے اس قانون کو سمجھ کر اس سے بھی اپنے آپ کو الگ کرنے کی کوشش نہ کریں۔ کیونکہ قدرت علیحدگی کی مخالفت ہے یہ علیحدگی صرف خیال میں ہے اور وہ فرضی انایت اور میرے میرے سے پیدا ہوتی ہے اور اسی میرے میرے اپنے کی مکرہ عادت کے دور کرنے کیلئے خاص قسم کے کرم کی تعظیم کا اہتمام کیا گیا ہے۔ یہ کرم کا نڈ ہے۔

فلسفہ دراصل اسی کرم کے سبب اور نتائج کے انکشاف کی بدیہی و صریحی کوشش ہے۔ وہ قدم قدم پر یہ بتاتا ہے کہ کیوں کرم کیا جائے۔ اس سے کیا مقصود ہے۔ کرم کرنے والوں کا کرم کے ساتھ اور اس خاص آدی کارن کے ساتھ تعلق کیسے شری کیا ہے اور اسکی غرض کیا ہے۔ کیوں شری ہوتی ہے۔ اس کا متحرک کون ہے۔ تمہارا اس کے ساتھ کیا سمبندھ ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔ ان سب سوالوں کا جواب فلسفہ ہے۔ اس فلسفہ کی دو قسمیں ہیں۔ ایک عملی دوسرا نظری۔ نظری فلسفہ وہ ہے جو انسان کو بار بار بین اور وسیع نظر نہ کر سبب و نتیجہ کی وضاحت کے ساتھ مزاحمت کر دیتا ہے۔ اس کا تعلق صرف ایسے آدمیوں سے ہے اور وہ صرف ایسے آدمیوں کیلئے مخصوص ہے جو فطرتاً صاحب غرور و تمیز ہیں اور قسم کے وجود کو تسلیم نہیں کرتے۔ ایسے کی تعداد نہیں ہے۔ دوسرا عملی اس سے مراد یہ ہے کہ آدی اپنے سے بہتر شخصوں پر وشواس کر کے اور اسکی زبان سے صلیت کے سبق پر حکم عمل و شغل سے کام رکھتے۔

اور ہند رنج قلب کی صفائی کے ساتھ روحانی عروج کی تمنا رکھتا ہوا مقام آخری تاک واصل ہو جہاں سے اصلی فخرن کے ساتھ اسکی جدائی ہوتی ہے۔ اور پھر وہ اس سے ایک ہو کر سرشتی کے غرض کی تکمیل کا معاون بن جہاں سے پہلی قسم کو گمان و مرد و مری کو یوگ کہتے ہیں۔ اس یوگ میں بھگتی اور آپاسنا کا شمول ہے بلکہ گمان و یوگ دونوں کے معراج ایک ہی ہیں۔ ان میں نہ بھی فرق ہے نہ آپاسنا کو تم چاہے جتنے مدارج میں تقسیم کرتے چلے جاؤ۔ یہ تم کو اختیار ہے۔ مگر آخر میں تم کو تسلیم کرنا ہی پڑیگا۔ کہ یہ صرف وہی طرح کے ہیں۔ ایک کو ان میں سے گمان مارگ کہہ سکتے ہو جو غالیس گمان ہے اور جسکی تعلیم اپنشد اور ویدانت وغیرہ کرتے ہیں۔ جو بھگتی مارگ ہے جو بھگتی آپاسنا سے مخصوص ہے اور جسکی تعلیم پوران دیتے ہیں۔

مذہب کا تیسرا رکن بزرگوں کی کہانیاں اور دیوتاؤں کے قصے وغیرہ ہیں۔ انکا مقصد صرف اتنا ہے کہ گرم کرنے والوں کے سامنے علمی مثال قائم کیجائے تاکہ خارجی آنکھوں سے دیکھ سکیں۔ کہ گرم کس طرح کیا جاتا ہے۔ بسا اوقات علمی مثال کتابوں کے نوشتہ حیات اور زبانی تقریروں سے زیادہ موثر ثابت ہوتی ہے۔ اگر یہ مثال کسی انسان کو اسکی زندگی میں نظر آجائے تو وہ اور بھی اثر پذیر ہوتی ہے۔ مراد پھر شوق پرشوں کے روزانہ واقعات کا انسان کے دل میں گہرا اثر پڑتا ہے اور وہ بغیر کہے سمجھنے دہرم کی راہ پر چلنے کا خواہشمند ہو جاتا ہے۔ اور آہستہ آہستہ دہرما میں جاتا ہے لیکن دنیا میں ایسا زمانہ بھی آتا رہتا ہے جب ایسے پاک و جودوں کا ظاہر اچھا ہو جاتا ہے۔ اس وقت ان کے زندگی کے روایات و قصے کہانیاں سبھی تر کسی قدر انسان کو سچائی کے راہ پر قائم رہنے کی بناء پر کرتے ہیں۔ افسانوں کو بتلایا جاتا ہے۔ کہ تم کو اس کام کرنے کی ضرورت اس وجہ سے ہے کہ فلاں بزرگ نے ایسا کیا ہے اور وہ اس کو مانا جلتے ہیں اور دہرم کی راہ کو نہیں چھوڑتے۔ ان روایتوں کو واقعی وہ نہ حاصل نہیں کر سکتے علمی مثال کو ہے کیونکہ علمی مثال کی مضبوطی اس میں نہیں ہوتی۔ تاہم یہ منزل پر چلانے کی یقینی مثال ہیں اور ان تشانات کو دیکھ کر طبیعتا طور سے ہوئے انسان کو تسفی و تسلی مل جاتی ہے اور وہ مجاہدہ و مراقبت سے منحرف نہیں ہوتا۔ جہاں بھارت میں ایک موقع پر کشن بودھشتر سے سوال کیا کہ دہرم کیا ہے۔ اسکا جواب کچھ ناسل کے بعد بودھشتر جہا راج ان مشغول میں دیتے ہیں۔ شرتی میں اختلافات ہیں۔ سمرتی میں اختلافات ہیں ایسے رشی بھی نہیں ہیں جو کس بات پر متفق الحیال و متحد الخیال نظر آئیں۔ دہرم کا سمجھنا بہت مشکل ہے اسلئے اسے یکیش جس راہ پر بڑے بڑے رشی چلے ہیں۔ ذہنی دہرم ہے۔

یہ طبقہ جس میں کہ اس وقت ہماری نشست ہے تعلیم کا طبقہ ہے۔ انسان تعلیم و تلقین کا بہت محتاج ہے۔ کیونکہ اسکا علم بیشتر اپنے بزرگوں کے تعلیم اور علمی مثال سے حاصل کیا جاتا ہے۔ اگر اپنے بزرگوں کو چھوڑ کر تے دیکھتا ہے یا انکو کہتے ہوئے سنتا ہے وہ خود بخود کرنے لگ جاتا ہے کہ تیس بطور خود کیا ہیں یہ بھی بزرگوں کے مشاہدات اور تجربات کی کہانیاں ہیں ہم سب مجبور ہیں کہ اس علم اور معلومات کی زراعت کا حق حاصل کریں کیونکہ یہ بھی ایک طریقہ ہے جس سے علم حاصل کیا جاسکتا ہے۔ پورانوں میں یوگینس باتیں بڑی خوب صورتی کے ساتھ آگئی ہیں۔ وہ نہ صرف کم کا مذہبی کے مقام میں بلکہ اس کے یہاں گمان و بھگتی و گرم وغیرہ ساتھ ساتھ اپنا سبق پڑھاتے ہیں یہ انتہا نام اور کسی قسم کے ایچ میں نہیں بھی نہیں ہے۔

پوران حقیقت کے سمجھانے کی نہایت معقول و موثر اور خوبصورت کوشش ہیں اور ہم کو ماننا پڑتا ہے کہ کسی زمانہ میں وہ اس کوشش میں بہت کامیاب ہوئے تھے۔ یہ خاص وقت کے مخصوص مذہبی لکچر ہیں۔ انکو محض فرضی ناول نہ سمجھو وہ بالکل من گڑھت کہانیاں

ہیں بلکہ ان میں اعلیٰ ہے اور وہ ایک خاص وقت کے خاص خیالات کو پیش نظر رکھ کر لکھ گئے ہیں۔ ہر وقت کا لٹریچر خاص قسم کا ہوتا ہے۔ خاص وقت میں انسان کی صورتیں بھی خاص طرح کی ہوتی ہیں۔ اور اس کے خیالات بھی خاص قسم کے ہوتے ہیں۔ مگر بین انسان انسانی جذبات کے رُخ کا مطالعہ کرتے ہوئے اُنکو وسیع تعلیم دیتے ہیں جسکو وہ قبول کریں اور یہ مفقوس پران اسی طرح تالیف و تصنیف ہوئے تھے وہ وقت بدل گیا۔ وہ زبان انہیں رہی وہ جذبات انہیں رہے اب اُدھر لوگوں کی طبیعت کمزور مائل ہے مگر اس کے معنی یہ تو نہیں ہیں کہ اُنکے قیمتی جذبات کا اعتراف نہ کرتے ہوئے ہم ناحق اُن کو لعنت ملاحت کا اماں گاہ بنادیں۔ ہم کو دیکھنا چاہیے کہ جس وقت اس خاص تعلیم کا رواج تھا۔ اگر ایک مرتبہ بھی ہم اس بات کو ذہن نشین کریں تو پوران سے ہم اتنے منفید و کارآمد سبق سیکھ سکتے ہیں جو کہ ہم کو اور کسی جگہ انہیں مل سکیں گے۔

ابھی بہت دن نہیں گزرے جب ہم اردو کے بعض بعض قصوں کی کتابوں کو بڑے شوق کیساتھ پڑھتے تھے مگر میں برس سے زیادہ نہیں ہوئے اب نہ تو اس زبان کو اچھا سمجھتے ہیں نہ اُن کتابوں کے ساتھ اُس ہے۔ اب یہی تالیفات و تصنیفات کا عہد ہے۔ اور جس طرح دنیا کے مختلف حصوں کے باہمی تعلقات میں وسعت آتی جاتی ہے۔ ویسے ہی نئے نئے خیالات کا رواج ہو رہا ہے۔ یا یوں کہو کہ پورے خیالات نے لباس اپن کر ہمارے سامنے آتے جلتے ہیں۔ کیا تھا۔ کیا ہو گیا یہی تبدیلی ہمیشہ مذہبی دنیا میں بھی ہوا کرتی ہے۔ اگر اس وقت پورانوں کا ماکس میں رواج نہیں رہا تو اس کا مضائقہ نہیں مگر غلطی یہ ہو رہی ہے کہ ہندو غلط فہمی کی وجہ سے اُس مقدس لٹریچر کی جڑیں اس طرح کلہاڑی مار رہے ہیں۔ کہ جسکو دیکھ کر افسوس ہوتا ہے۔ پوران معمولی کتابیں نہیں ہیں نہ اُنکے بیانات معمولی ہیں۔ اُنکے قصے بھی خاص طرح کی اہمیت رکھتے ہیں۔ ان میں سے بعض پورانوں کی زبان اس قدر شستہ، پاکیزہ اور دلچسپ ہے کہ پہلے بھی کبھی ان سے زیادہ خوبصورت کتابوں کی ترتیب کا کسی کو موقع نصیب نہیں ہوا تھا۔ انکی شاعری غنیمت کی ہے۔ انکے اندکاز و استعارات کی تصویریں نہایت ہی حیرت انگیز ہیں اور اسلئے وہ خاص طور پر شہرت کے ساتھ مطالعہ کئے جانے کے مستحق ہیں۔ تاکہ ہم کو موقع نصیب ہو تاکہ اُنکی مدد سے موجودہ نسل کے آدمیوں کو اپنے قدیم نذرانوں کے پیش بہا خیالات کی میراث عطا کر سکیں۔

پورانوں میں مقدس قصوں کے سلسلہ میں جن قابل تعلیم و تبادلوں کی تصویریں کھینچنے کا اہتمام ہے وہ بالکل فرضی بھی نہیں ہیں۔ بلکہ کچھ اعلیٰ مرتبہ کی ہیں۔ لکھنے والوں کی نگاہ کے سامنے وہ تصویریں خیالی طور پر موجود تھیں۔ وہ انکا انھیں کو کرتے تھے۔ کیونکہ جن کا پورانوں میں بیان ہے۔ وہ برصغارت میں خاص حیثیت رکھتے ہیں اور اپنے اپنے منڈل میں اُنکا روپ محیط بھی ہے۔ اگر تو اُنکو نہیں دیکھ سکتے تو یہ تھا کہ تصویر ہے۔ روحانی آئینہ جسکے عطا ہو تب تک کوئی شخص روحانی نظارہ نہیں دیکھ سکتا۔ یہ بالکل غیر ممکن ہے۔ پورانوں پر ہی کیا مخصوص ہے۔ ہندوؤں میں ہمیشہ لطیف خیال کی کثیف لفظوں میں تصویر بنانے کا ہر جملہ اہتمام کیا گیا ہے۔ ایسے انسان کم ہیں جو لطافت کے مضمون کو آسانی سے سمجھ سکتے ہیں یہ سمجھ صرف محدود ہے چند آدمیوں کو حاصل ہے۔ اور اس لئے جو دور اندیش سمجھ تو بھر رکھنے والے اور انسانی جذبات سے باخبر ہیں۔ وہ لطیف شکل کو کثیف صورت میں منتقل کرنے کی تدبیر سوچتے ہیں۔ تاکہ ہر شخص کسی طرح اعلیٰ کو جاننے کے قابل بنے ہمارے یہاں راگ و رگینیوں تک کی تصویر بنائی گئی ہے اور یہ تصویر فرضی نہیں ہے۔ بلکہ جس طرح وہ ادا کی جاتی ہے۔ وہ قدرت میں موجود رہتی ہے علم و سبق کے دینا

اپنی خاص صورت رکھتے ہیں اور اگر کم گاتے ڈالنے کے لفظوں کے روح میں داخل ہو کر دیکھ سکتے ہو تو اس کے ادا کرنے پر وہ خط و خن وہ رنگ و روپ جس کا لفظی نقشہ باندھا گیا ہے۔ تھوڑے سا نظر سلیکنا اور تم کبھی اعتراض نہ کر سکو گے۔ اس نظر سے جہاں تم کو پوراؤں کے مضامین کے متعلق بزرگوں کی کہانیاں، روایات، استعارات و انکاروں کے بیانات اور سہولتیں انسانوں کے مذہبی جذبات کے اظہار کے لیے کوششوں کی نگاہ سے دیکھنے کا حق ہے۔ ساتھ ہی تم انکو براہ دیکھ کر ترقی تعلیم کا معقول سلسلہ بھی کہہ سکتے ہو۔ ان میں یہ اہتمام مد نظر رکھا گیا ہے کہ جن لوگوں کے مزاج میں ابھی تک تجوں کی سی سادگی ہے اور حقیقی ترقی اتنے نشوونما نہیں پا چکے ہیں وہ مذہب کے مفاد سے محروم نہ رہ جائیں اور تدریجاً انکے روح کا رخ ترقی کی جانب مائل رہے۔

انسان اس دنیا میں خاص قسم کا وجود ہے۔ اس میں خلقت کے تمام مدارج شامل ہیں۔ کائنات کا کوئی بھی نقشہ یا کسی طبقہ کا جھٹہ ایسا نہیں ہے جو انسان کے جسم میں عکس اور جزوی صورت میں موجود نہ ہو۔ انسان درخت ہے۔ اس کو تم درخت کہہ سکتے ہو۔ یہ لٹا درخت ہے۔ اس کی جڑ ابر کی طرف ہے۔ ہر اس کی جڑ کے بال جڑوں کے نش و نشیب ہیں اور ہر ہی پر غذا کے جذب کرنے اور قدرت کے جھنڈار سے نمودیر و ش کے سامان حاصل کرنے کی طاقت موجود ہے۔ ہاتھ پاؤں اس کے دوپتے ہیں جو رختوں کی شاخوں میں اسی حیثیت سے نکلتے ہیں جس طرح درختوں میں پھول پھول پھول پھول کے خاص جھٹہ میں پیدا ہوتے ہیں۔ ایسے ہی اس میں اہتمام ہے اس کا جڑ درخت کے تنہ کے اوپر کاچھلکا ہے۔ چہرے کے نیچے کا گوشہ، وہ گودا ہے جو پھلکے کے تلے رہتا ہے۔ اسکی ہڈیاں درخت کی ہڈیوں کے اندر جو گودا ہے وہ ہیر کے اندر کے نش و نشیب سے مشابہ ہے جیسے انسان کے جسم میں خون ہوتا ہے ویسے ہی درختوں کا عرق ہے۔ اس کے رگ دریشہ ہمارے نش و ناڑیوں کے بالکل مشابہ ہیں۔ ہر بلا خوف تردید اسکو لٹا درخت کہہ سکتے ہو۔ وہ سچ لٹا درخت ہے۔ صرف انفریق ہے کہ اس کے نش و نشیب کی حالت زیادہ لوگوں سے ہے۔ قدرت نے اس میں زیادہ قابل حیث حالت میں زندگی کے اظہار کرنے کا طریق اختیار کیا ہے۔ وہ متحرک ہے درخت غیر متحرک ہیں مگر نقشہ و رنگ و روپ وہی ہے۔ کاش اگر تم شیوہی کے منڈا لا پڑا خود کرتے تو اس کے لٹے درخت ہونے کا تم کو پورا پورا یقین ہو جاتا ہے۔ بالکل اسی طرح انسان کے خاکہ میں حیوان جمادات و مینیات سورج، چاند، ستارے سب کا نقشہ موجود ہے جو انسان میں اگر مکمل ہوتے ہیں۔ انسان کی صورت دراصل ویراٹ پُرش کی صورت سے متماثل ہے اور یہ صورتیں جو ہرما و نشوونما ہمیشہ کی بنائی جاتی ہیں۔ بالکل خیالی و فرضی و وہی نہیں ہیں۔ عیسائیوں کے انجیل میں لکھا ہوا ہے کہ خدا نے آدم کو اپنی صورت پر بنایا۔ وہ اس راہ سے واقف نہیں ہیں کہ قدرت میں دیوتا پُرش کی ساکا و صورت ہے۔ اس لئے وہ بطور دیگر اسکی تشریح و تاویل کرتے ہیں۔ کاش اگر وہ ہندوؤں کے مقدس نوشتہجات سے مدد لیتے اور خود قدرت کے کار و بار کا مطالعہ کرتے تو وہ اگر ایک طرف اصلیت کی زیارت کر سکتے تو دوسری طرف پُراؤں کے لامتناہی تعلیم کے قائل ہوتے مگر ہم ان غریب عیسائیوں کو کیا کہیں جنہوں نے ابتدا پُراؤں کے خوشہ چینی بن کر اپنے مذہب کی بنیاد ڈالی اور پھر اس کو علیحدہ اور مختلف بنائے و دکھانے کی کوشش کی۔ افسوس تو ان ہندوؤں پر ہے جو پُراؤں کی ناحیہ مٹی پلید کیا کرتے ہیں اور اسکی جڑ کلہاڑی مارا کرتے ہیں۔ اسی طرح تم اگر پُراؤں کو گہری نگاہ سے پڑھو تو تم دیکھو گے کہ سوائے ویدوں کے باقی دنیا کے تمام مذاہب خواہ وہ قدیم ہوں یا جدید انہیں پُراؤں کے نقشے کہانیوں سے پیدا ہوئے اور یہی وجہ ہے کہ وہ سب سب مستحیات

ان سے بھرے پڑے ہیں۔ جو لوگ مختلف مذاہب کے علم منقولات اور عقائد کو غور مطالعہ کرتے ہیں۔ وہ یہ آسانی ہم سے متفقہ الرائے ہو سکتے ہیں جو نہیں جانتے ان سے ہم کو بحث کرنے کی نہ طاقت ہے نہ لیاقت ہے اور نہ ہمارے پاس اتنا وقت ہے۔ کہ مغربی کریں۔ وقت آرا ہے جب سچے تحقیقات کرنے والے مغز صافی کو نہیں گئے۔

انسان میں مختلف قسم کی طبیعتیں موجود ہیں۔ کوئی ان میں تجھ ہے کوئی بالغ ہے کوئی بوڑھا ہے۔ بالغ اور بوڑھوں میں روحانی نقطہ نگاہ سے بچپن کے اوصاف موجود رہتے ہیں۔ ان کو فلسفہ کے باریک مسائل کی سمجھ نہیں ہوتی۔ لاکھ کوشش کرو۔ مگر جب تک عقلی قوتیں انھوں نے نہیں یہ باریک و لطیف مضمون کو سمجھ سکیں گے۔ کیونکہ یہ سچے ہیں۔ بچوں کی تعلیم بھی طرح کرنا۔ گارٹن سسٹم کے موافق ہونی چاہئے۔ انکے ہاتھ میں لٹری و گڈے رکھو۔ اور ان کے سلسلہ میں بھگتی بھاؤ کے سبق کی تعلیم دو۔ اس طرح جو سکھایا رکھا یا عابے گا وہ چند روز بعد ان میں خاص اثر پیدا کر لیا۔ وہ انیسویں کے ساکارو روپ کو سمجھ لیں گے۔ نرکارو روپ کو نہ سمجھ سکیں گے۔ جب تک ساکارو کی سمجھ نہ آئے نرکارو کی سمجھ آنی مشکل ہے۔ تنہا راجہ جم ساکارو ہے تنہا ہی روح نرکارو ہے۔ جلا جیم کے بغیر کوئی روح کی حقیقت کو سمجھ تو لے۔ کہنے سننے کے لئے تم کو اختیار ہے جو چاہے وہ کہو۔ منطق چھانٹ کر۔ مگر ہمیں تو ایسا آدمی بھی ایسا نہیں دیکھتا جو جیم کے بغیر روح کی اصلیت سمجھ سکتا ہے۔ روح کے سجھانے کیلئے جیم کی مدد ضروری ہے۔ پہلے جیم کی طرف نگاہ ڈرتی ہے اور پھر آہستہ آہستہ غور و تمیز کی ترقی کے ساتھ روح کی حقیقت کے سجھنے کی طرف خود بخود منتقل ہوتی ہے۔ اسلئے ہندوؤں کے بزرگوں نے مقتضاء وقت کے موافق پورانوں کی تصنیف و تالیف کا کام کیا۔ تاکہ ایک ہندو بھی مذہبی مفاد سے محروم نہ رہ جائے اور اگر تم اس بات پر ذرا بھی دھیان دو تو تم مشکل سے ان پورانوں کو برا کہنے کی جرأت کر سکو گے۔ انکا انسان پر خاص احسان ہے۔ بہتاری میں خاص طرح کے مشعل کا کام دیتے ہیں۔ جو عقلی و روحانی نگاہ سے ابھی بچے ہیں۔ وہ بھی انکی روشنی سے پرانا کا کے جلال کا نظارہ دیکھتے ہیں۔ جو زیادہ درجے والے ہیں انکو نہ صرف تفریح کا سامان میسر آتا ہے بلکہ انکی مدد سے وہ شری کے تمام مدارج پر غائر نظر ڈال کر روح کے بلند و مرتفع طبقہ پر پہنچتے ہیں۔ کیا ایسی حالت میں پورانوں کی جڑ میں کلہاڑی مارتے رہنا مناسب ہے؟

ان پورانوں کی نسبت کہا جاتا ہے کہ یہ تاریکی و جہالت کے زمانے میں لکھے گئے ہیں۔ اور بالکل نئے قسم کی تصنیفات ہیں لیکن ایسا ہرگز نہیں ہے۔ اس میں شک نہیں ہے۔ کہ انکی زبان بہت پُرانی نہیں ہے۔ انکی سندسکرت ویدوں و سوتروں کی سندسکرت سے مختلف ہے۔ تاہم انکو جدید کہنا نا انصافی ہے؛ کیونکہ پورانوں کے روایات ویدوں میں ہیں۔ پورانوں کے مستعمل الفاظ و محاورات سب براہ راست ویدوں سے آئے ہیں۔ براہمن گرنٹھ جو ویدوں کی مستند تفسیر ہیں انہیں وہ سب باتیں ملینگی۔ کہ جن باتوں سے تم دور بھاگتے ہو۔ وہ ان تمام براہمن گرنٹھوں میں موجود ہیں۔ یہ براہمن گرنٹھ ادنی پوران کہے جاسکتے ہیں پورانوں کے فقے کہانیاں و استعارات کے ماخذ منبع اور سرچشمہ یہ براہمن گرنٹھ ہیں۔ پورانوں کو تو ایک طرف رکھو عیسائیوں کے تو دیت کے فقے شت بہت براہمن میں موجود ہیں۔ نور کے سیلاب کا فقہ تمام وکال اس گرنٹھ میں موجود ہے۔ وعلیٰ ہذا لقیاس تم کہاں کہاں پڑتاں لگاؤ گے۔ کس کس کا کھنڈن کرو گے؛ اگر کھنڈن کرنے پر آئے ہو تو پھر پھر اسے پاس کچھ بھی نہ رہ جاوے گا۔ کیونکہ نفرت و کراہت کرنے کی ذرا بھی ضرورت نہیں ہے۔ دل میں دہرم کی تقدیس کو جبکہ دو اور ہمدردی کے ساتھ پوران اور براہمن گرنٹھوں کو پڑھو تاکہ حقیقت کا تماشہ دیکھ سکو۔

اُس وقت تم کچھ کے کچھ بن جاؤ گے اور اسانی تسلیم کرو گے کہ پوران بالکل بے حقیقت اور فضول چیزیں نہیں ہیں۔ بلکہ سمندر میں جسطرح کوربوں اور گھونگھوں کے ہوتے ہوئے میرے بھی جابجا بکھرے ہوتے ہیں۔

یہ کوربوں اور گھونگھوں کے بے حیثیت و بد حیثیت نہیں ہیں کیونکہ قدرت میں کوئی چیز فضول و رائگاں نہیں رہتی۔ یہ قدرت بڑی منتظم ہے۔ بڑی عقیق ہے۔ فضول دے صرف چیزوں کے پیدا کرنے سے اس کو چڑھ ہے۔ پرنامی شئی میں ایک ایک سنگ نہ کسی خاص مقصد کے لئے موضوع ہوا ہے سب اپنی اپنی غذا گاہ سمیت رکھتے ہیں اگر لسیانہ سمجھو گے تو پھر مکمل صفت پر نقص آئے گا اور وہ مکمل کبھی نہیں سمجھا جائیگا۔ لوگ چاول کھانے کے شائق رہتے ہیں مگر وہاں کے پھلکے کو دیکھ کر منہ سکڑتے ہیں۔ اگر بغیر پھلکے اند پھولوں کے کہیں چاول پیدا ہوئے ہوں تو ہم کو دکھا دو۔ ہم بھی تھارے ساتھ ہو کر پورانوں کا بڑے زور شور کے ساتھ کھانڈن کرنے کے لئے تیار ہونگے۔ مگر یہ تمہاری طاقت سے باہر ہے ایسا کبھی ہوا نہ ہوتا ہے اور نہ ہوگا یہ سرشتی ایسے ہی ہے۔ جہاں پھول ہے وہاں کانٹے بھی ہیں۔ کیونکہ کانٹے پھولوں کی محافظت کے لئے ضروری ہیں جو اہرات کو ڈبہ میں بند رکھنا ضروری ہے۔ ورنہ وہ قدر و منزلت کے پائے سے گروا رہے گا۔ اور اسکی وقعت نہ ہوگی۔ گیان کی خوبی یہ ہے کہ وہ کرم کے ساتھ ہو۔ ورنہ گیان کو پھٹنے کیلئے جگہ نہ ملے گی۔ روح کے لئے کس قدر ضرورت ہے کہ وہ جسم کے کثیف پردوں میں پھنسی رہے۔ ورنہ روح کی سمجھ کیسے آویگی۔ تم روح اور گیان اور پھول کو بچا رہتے ہو۔ مگر کرم جسم اور کانٹوں سے نفرت کرتے ہو۔ سرشتی کی غرض کو مٹا دو تاکہ تمہارے کھرم کا ناش ہو اور تب تم غلط فہمی کے شکار نہ ہونگے۔ پورانوں میں جو باتیں تم کو لچر و بے معنی معلوم دیتی ہیں۔ انکی کچھ غرض بھی ہے اگر یہ سب کے سب نکال دیتے جہاں تو پھر وہ پوران کب ہونگے۔ انگاد و سرنام ہو جائیگا۔ اور دیدوں کی صورت میں جھلکتے ہوئے نظر آئیں گے مگر جس طرح بہت کم آدمی روح کو بغیر جسم کی مدد سے سمجھ سکتے ہیں۔ ویسے ہی ویدیوں کو بغیر پورانوں کی مدد کے نہیں سمجھ سکتے۔ ویدیوں کے سمجھنے والے نظر تا طلب اور فزنا کم ہوتے ہیں۔ کیا تم چاہتے ہو جو روحانی نقطہ نگاہ سے ابھی بچے ہیں۔ وہ ویدیوں کی ماہیت سے بالکل نا بلند رہیں؟ یہ سخت ظلم ہوگا۔ ایسا کبھی سوچنا نہ چاہئے۔ نظر کو وسیع کرو۔ سب وہاں پائی پیسیری نہیں ہوتے بہرات اپنے اپنے موقع پر ابھی لگتی ہے جو غلط فہمی اور غلط معانی کی سمجھ رکھتے ہیں وہ ویدیوں کی طرف رجوع رہیں۔ انکو کم کبھی مجبور نہ کریگا۔ کہ خواہ مخواہ پورانوں پر پھولیں جو ویدیوں کے لطیف منتروں کی سمجھ نہیں رکھتے انکو ویدیوں سے کیا نفع پہنچے گا۔ ویدیوں کے ایک ایک منتروں کے وہ چاریں رشیوں نے مگر میں کھپا دیں اور پھر بھی وہ کہتے رہے کہ ہم پورا پورا اجمور نہیں ملا۔ پھر ہم کیسے مان لیں۔ کہ تمام انسان ویدیوں سے یکساں فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ وہ خاص خاص آدمیوں کے لئے مخصوص ہیں۔ جن کے تمیز و گیان کی طاقت بڑھی ہوئی ہے۔ انکو ویدیوں سے سرکار رکھنا چاہئے۔ چاہئے وہ براہمن کشتری ویش کوئی بھی ہوں۔ وید ہیکوان سرب کے لئے ہیں لیکن جو براہ راست ویدیوں کو نہیں سمجھ سکتے۔ انکے ہاتھوں سے پوران کیوں چھینے مارے ہیں کیونکہ یہ پوران بطور خود ویدیوں ہی کے مطالب کی کثیف لفظوں میں تشریح کرتے ہیں بطر بیان پر نہ جاوے حقیقت کی طرف نگاہ رکھو۔ اور تم میری مراد نہ سنیں کر سکو گے۔

تم کہو گے۔ پورانوں میں اختلافات ہیں کوئی شو کی اپنا سا پروردہ تیار ہے۔ کوئی وشنو کی جھکتی کانٹا ہے۔ وغیرہ وغیرہ صحیح ہے مگر اختلافات کے طبقے کیسے ممکن ہے کہ اختلافات نہیں۔ جہاں روح نے اتنے جسمی قالب اختیار کر رکھے ہیں۔ وہاں اختلافات

کا رہنا لازمی امر ہے جو تم ہر وہ میں نہیں ہوں۔ گو ہماری اور تمہاری رُوح ایک ہے۔ نام اور روپ کی مرئی کا اقتصاد بھی یہی ہے۔ کہ یہاں قدم قدم پر اختلاف ہوں۔ ذرہ ذرہ میں اختلاف ہے۔ ایک ہی شے کے کاغذ لکھو گراف کے پتھر پر لکھتے ہیں۔ مگر وہ ایک سے کہاں ہوتے ہیں۔ کسی کی شکل کچھ بن جاتی ہے۔ کسی کی کچھ کسی کے حرف اڑ جاتے ہیں۔ کسی کے زیادہ روشن رہتے ہیں۔ ایک ہی نوٹو گراف ایک شخص کی متعدد صورتیں کھینچتا ہے کیا یہ سبب ایک ہی ہوتی ہیں۔ لام رام کہو ایسا یہاں ممکن ہی نہیں ہے۔ کیونکہ یہ شے کمال بھگوان کی ہے۔ یہاں کوئی تبدیلی کا قانون کام کرتا ہے۔ کال پکڑاؤں و شور سے گردش میں ہے کہ انھوں کی تیرگی ہوتی ہے۔ پلاک پلاک میں نقشہ نقشہ بدل جاتا ہے۔ اختلاف کی دنیا میں رہ کر تم اس سے کیوں ٹھکرتے ہو۔ سامان پر نہ جاؤ۔ سدھانت پر نظر رکھو اور سارے بھرم دور ہو جائیں گے۔ مختلف تصویریں جس طرح ایک کتاب کے مقصد کا انکشاف کرتی ہیں ویسے ہی یہ پوران بھی ایک ہی شخصیت کا بظہر عباد گاہ گیت گاتے ہیں۔ سدھانت میں پر سبب ایک ہی فروعات و عزیزیات میں مختلف ہیں۔ انکی رُوح میں فرق نہیں ہے۔ اسے ہم میں صرف فرق ہے۔ ایک ہی آدمی جس طرح وقت و وقت پر طرح طرح کے لباس پہنتا ہے۔ جس طرح رُوح نئے نئے قالب سے اختیار کرتی رہتی ہے۔ اسی طرح یہ پوران ایک ہی معبود کا خیال دلاتے ہیں۔ لباسوں کی ذہنیت اور قابلوں کی بہتات و کثرت سے آدمی میں رُوح میں کیا فرق آتا ہے۔ کیا تم اس کو بھی نہیں سمجھ سکتے۔ ؟

ایک سبب تو یہ ہے۔ دوسرا سبب یہ ہے کہ ہر شخص کے عزت میں یکساںیت نہیں ہوتی۔ کسی میں رجوگن کی ادھکتا ہے کسی میں تمہیں پر دھان ہے کسی میں مندوگن کی دشمنیتا ہے۔ اور کچھ ان میں بھی کئی دشمنی کے محسوس و غیر محسوس صورتوں کی وجہ سے ایک دوسرے نہیں۔ بلکہ یہ شکار قسم کی حالتیں پیدا ہوتی ہیں جہاں یہ کیفیت ہو کیسے کوئی شخص معبود کی پرستش ایک اصول پر کر سکتا ہے جو جیسا ہوگا۔ اس کا معبود بھی ویسا ہی ہوگا۔ سب کے معبود سب کے آدش اور سب کے آدیشیں جو آدش ہو گئے۔ سارے انسان ایک سے نہیں ہوتے کسی کو علم ریاضی کا شوق ہے۔ کوئی قانون کے مطالعہ کا شائق ہے۔ اسے تیسرے معبود کی فن کا دلدادہ ہے۔ علمی ذہن القیاس اسی طرح مذہب پر دنیا یا انگوٹوں کے استخراج سے جبکی جیسی طبیعت و وقت ہوتی ہے وہ اسی طرح اور اسی خاصہ شکل میں ایک کی پوجا کرے گا۔ تم بڑا کوشش کرو۔ ایک ہی آدمی کی پرستش سبب کسی مذکر یا عورت کو نکالیں گے۔ جو شخص حکومت کے معراج کو سب کچھ سمجھتا ہے۔ وہ اپنے معبود کو حاکم کی صورت میں قائم کرے گا۔ اور اس کو جبار۔ تہار۔ قادر مطلق۔ زور۔ ہر کال ہیرو سمجھے گا جو شخص کچھ داند گیان کو سب کچھ سمجھ رہا ہے۔ وہ اپنا کو عادل و عظیم۔ خود گیان روپ مانے گا۔ جو قانون کرم اور تپ کی کا دلدادہ ہے۔ وہ اس کو مقرب ترین ترقیب درمندہ برہما۔ اور پروردگار تسلیم کرے گا۔ اور ان ہیوں جذبہ کے برائی اسکی پوجا ہوگی۔ پسند تو گئی ہے۔ جو سب سے بڑی تیسرا جو گئی ہے۔ ان سب میں ہر نسبت عزیزیات و فروعات میں فرق ہے۔ فرق سدھانت میں کہیں نہیں ہے۔ اور سب سے بڑی تپ ہے۔ پوران ان سب بھگتوں کو موقع دیتے ہیں کہ وہ اپنی اپنی طبیعت کے موافق اُسکی پرستش کے ارکان ادا کریں۔ کیونکہ حقیت یہ ہے کہ جو سچائی و خلوص کے ساتھ کسی ایک کو اُپشٹ بنا کر چلے گا وہ آخری مقام تک کسی نہ کسی دن پہنچے گا۔ اور اس کی پوجا کرے گا۔ اختلافات کا مثلاً نہ صرف شکلی بلکہ غیر ممکن ہے تم زرا قدرت کے کاروبار کو دیکھو جو ان میں ہر چیز کے جوڑے کے جوڑے کی جھنجھکی کی کوشش کی۔ اسلام شکی تاوار لیکر میدان میں آیا۔ بت پرستوں کے سرگاز ہوئی کی طرح کھٹ۔ یہی ہے جو حاکم کی ہر وہ مسلمان ہر

ڈیٹنگ ماریں بنگر وہ ہندوؤں سے ہزاروں درجہ زیادہ بُتر پرست ہیں۔ وہ منجاب ہندو کو پوجتے ہیں۔ اور بوسہ دیتے ہیں۔ وہ جائز مزم کے پانی پینے میں نجات تلاش کرتے ہیں۔ وہ قبیلہ خنزروں پر جاگڑا مانگتے ہیں۔ انہیں تعزیر داری ہوتی ہے۔ قرآن انکے گلے کا ہار ہے۔ وہ مردم پرست ہیں۔ وہ شیخ پرست ہیں۔ وہ کدہ اور دینہ پرست ہیں۔ انکی بُتر پرستی کا ذکر کہاں تک کیا جائے۔ اسلام اپنے من سچیت ناکا سیاب بھوکا۔ اور اسکی ناکامی و ناکامیابی دنیا کی تازخ میں مہایت افسوس ناک عبرت ناک واقعہ ہے۔ یہی حال کم و بیش حضرت مسیح کا بھی بھوکا یہ مورت پرست ہیں۔ یہ تشبیت پرست ہیں۔ تلوید و دعاؤں کے کاغذ پر مرتے ہیں۔ بخور کروکینیا جھوٹ ہے؟ لاکھ لاکھ کش کیجئے۔ جب تک انسان انسان ہے۔ وہ اپنے طبعی میلان کے موافق اپنے گنوں کی کثرت دیکھنے پر کے موافق اپنے جذبات و محسوسات کے موافق ہمیشہ اسی قسم کا معبود تلاش کرے گا۔ ہزار ہا سر شکوہ مگر تم اس احمقانہ کثرت کے مٹانے میں ہمیشہ ناکام میاب رہو گے۔ کیونکہ اختلاف قدرت کی جان ہے۔

پورانوں کے رچنے والے غضب کے دُور ماندیش اور نکتہ رس تھے۔ انکے تجربات بہت ہی وسیع تھے۔ وہ انسان کے دلی میلان کی بعض کو ٹٹول سکتے تھے۔ اور اسلئے انہوں نے عالمگیر ہمدردی کے خیال سے متاثر ہو کر ان پورانوں کو تصنیف کیا اور اس درجہ سے وہ ہمارے سچی تعظیم کے مستحق ہیں۔ مگر پورانوں کے لکھنے والے کی تذکرہ دہنکی اعلیٰ ہمدردی و انسانیت کی داؤد دور۔ اور وسیع النظری سے دیکھو۔ کہ ان کا اصلی مقصد کیا ہے۔

ان پورانوں میں غلط فاسد عنصر ہے۔ مابعد کے زمانہ میں ان میں بہت کچھ آمیزش کر دی گئی۔ پورانوں کی نسبت کیا کہا جائے۔ گو سوامی تنسی داس جی کی رائے جو قریب تین سو برس کی تصنیف ہے۔ اس میں کہتے چو پائیا ہمارے دو ہے طاریئے گئے جیب لوگ واقف ہونے لگے تب کشیک کش (آخر اضافات) کی معبودوں میں اضافہ ہونے لگا۔ کتاب چھوٹی تھی اب بہت بڑی جیم ہو گئی۔ اور نادانوں نے بد کش کا ٹڈلا کر اور بھی اسکی مٹی پلید کر کے کا اہتمام کیا۔ وہ خاص قسم کی زندہ کتاب ہے۔ اسلئے اب تک زندہ ہے۔ ورنہ اسکی زندگی کی غلط بجا کی وجہ سے کب کی چھین لی گئی ہوتی۔ پورانوں کے ساتھ کبھی ایسا ہی سلوک ہوا ہے۔ اس کا سبب یہ ہے کہ سلطنتوں کے درمیں برہم ہونے کی وجہ سے بندتوں کو انکی حفاظت کا خیال نہیں رہا۔ کچھ پورانوں کے جھتے غائب ہو گئے۔ بعض بعض میں اتنا بڑھا دیا گیا کہ انکی صورت بدل گئی۔ کسی کسی میں تو کچھ کا کچھ لکھ مارا۔ جو اسکی مراد کے بھی برخلاف جاتا ہے۔ اب وقت بھی نہیں رہا۔ کہ انکی اصلاح کیجائے۔ مگر اتنا ہو سکتا ہے جہاں کہیں اختلافات نظر آئیں وہاں بہسانی پتہ مل سکتے ہیں۔ کہ سہرا والوں نے اپنی غفلت جملانے کے لئے کارستانیوں کی ہیں۔ ان کو پرکشت ابجد کا اضافہ مان لیا جائے۔

ان پورانوں کی زبان بھی خاص قسم کی ہے۔ انہوں نے سنسکرت کی زبان کو بہت اچھا بکھا دیا ہے۔ اور دیو بانی کو نیچے کے طبقہ میں لا کر انسانوں کے خیالات و جذبات کے اظہار کا بہترین آئینہ بنادیا ہے۔ علم زبان کے محقق کو اسکی ترقی کے مدارج کی تحقیقات میں بہت کچھ دلچسپ مطالعہ کا سامان مل سیکے گا۔ ہم بطور خود اس پر زیادہ نہیں لکھنا چاہتے۔ اس کو دوسرے لائق آدمیوں کے حوالے کرتے ہیں۔ ہاں اتنا کہ بغیر نہیں رہ سکتے کہ پورانوں کی سنسکرت شریک بھاگوت تک پہنچ کر اتنی نکھر گئی ہے۔ کہ اسکی نزاکت اور لطافت کو دیکھ کر حیرت ہوتی ہے۔ بھاگوت کی زبان بہت ہی خوبصورت ہے۔ اور اسکی غزل و غریب بھی نہایت دلچسپ ہے۔ زبان کی خستگی خیالات کی بلند پروازی۔ استعارات و تشبیہات کا استعمال عجیب لطف دیتا ہے۔ یہ سنسکرت کی لاشانی کتاب ہے۔ اور کئی پہلو سے قدرت کے

قابل ہے۔ کہ وہ لوگوں کے لصاب میں داخل کی جائے۔ ان پوراؤں میں تین طرح کی زبانیں مستعمل ہیں اول لوگ بھاشا۔ دوسری وچتر بھاشا تیسری سماجی بھاشا۔ اور ان کے سلسلہ میں تین طرح کے مضمون۔ ادھی دیوک ادھی بھوتاک ادھی تاک کھکھ گئے ہیں۔ اور جو لوگ پوراؤں کو اہلی زبان میں پڑھیں انکو لازم ہے کہ مطالعہ کے وقت اس بات کا لحاظ رکھیں کہ خاص خاص مضامین خاص خاص بھاشا کے ہیں۔ اور اگر وہ اس طرح پڑھیں گے تو ان کے اعتراض خود بخود دور ہوتے جائینگے کیونکہ ہر بھاشا کے اصطلاحات موقع محل کے لحاظ سے علیحدہ علیحدہ معنی کی طرف اشارہ کرتے رہتے ہیں۔ مثلاً پوراؤں میں جو رامائوں کی کہتا ہیں آتی ہیں۔ وہ لوگ بھاشا میں ہیں کوہم برگ شکل وغیرہ کہتا ہیں وچتر بھاشا میں ہیں۔ اور جہاں کہیں بھگوت چتر یا بھاگوت لکھتے ہیں۔ وہ سماجی بھاشا میں ہیں۔ اس کو ہم اس طرح بھی سمجھ سکتے ہو۔ پنج بھوتوں کے بیانات ادھی بھوتاک۔ دیوتاؤں کی کہتا ہیں ادھی دیوک اور آتما کے متعلق حالات ادھی تاک ہیں۔ یہ کہیں کہیں انکاروں میں بیان کئے گئے ہیں۔ انکار و استعارے دراصل انسانوں کی زبانیں ہیں جنہیں حقیقت کی تصویر کے انسانی صورت و شکل میں چھلانے کی کوشش کی گئی ہے۔

اب سوال یہ ہے کہ پوران کیا ہیں؟ پوران کی تعریف کرنا ذرا مشکل ہے کیونکہ اس لفظ کی پوری پوری وضاحت کا اہتمام نظر نہیں آتا۔ صرف اور کچھ نامی مصنف اپنی مشہور و مستند لغت میں جو مسکرت میں واقعی ایک نہایت نایاب کتاب ہے۔ اور ایک جینی خواہ بودہ مصنف کے قیمتی علمی خدمات کی یادگار ہے۔ انکی تعریف اس طرح کرتا ہے۔ کہ ان میں پانچ قسم کے اوصاف ہیں۔ وہ پانچ اوصاف یہ ہیں۔ (۱) ابتدائی پیدائش عالم۔ (۲) شریٹی و پہلے کامیان (۳) دیوتاؤں کے شجرے اور انکی وضاحت (۴) منوتروں کی صراحت (۵) بادشاہوں کی تواریخ۔ وشنو۔ متیسہ۔ واپو اور دوسرے پوراؤں کی تعریف اس طرح کی گئی ہے۔

सर्गाप्रति सर्गाप्र वंशो मन्वन्तर्णि च ।

वंशानु चरितं चैव पुराण पञ्च लक्षणम् ॥

یہ پوران ہیں۔ اور وہ کم از کم اس سلسلہ کے زمانہ تک اسی معنی میں مانے جاتے تھے۔ اس سلسلہ چونکہ وکرامتیر کے دربار کا مشیر و وزیر تھا۔ اس لئے اسکو کم از کم ۵۰ برس قبل از مسیح سمجھنا چاہئے۔ مگر کیا یہ سب باتیں ان پوراؤں میں موجود ہیں؟ اس سوال کا جواب مثبت و منفی دونوں میں دیا جاسکتا ہے مگر قابل کے بعد کیوں کہ بعد ازاں ایک پوراؤں کے باقی سب میں سارے اناج موجود نہیں ہیں۔ ایک وشنو پوران البتہ اس قسم کا ہے کہ اس میں ساری باتیں ملیں گی۔ نہ ان میں ایسی کوشش ہی کا سامان نظر آتا ہے جن سے مان لیا جائے کہ کمی و بیشی کے ساتھ اس حد تک رہنے کی انکی خواہش ہوئی ہو۔ پوراؤں میں کم کا ٹڈ و غیرہ کا بہت کچھ مشہور ہے۔ اس کا سبب صرف یہ ہے کہ ان پوراؤں کے بہت حقتہ راج کی خواہشوں کے زمانہ میں ضائع ہو گئے۔ اور بہت کچھ ان میں اضافہ کر دیا گیا۔ وشنو پوران اس لئے بہت مستند اور قدیم پوران کہا جاسکتا ہے۔ ان تمام پوراؤں کو تین قسموں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ راجیک۔ نامساک۔ ساتوک۔ راجیک اس کو کہتے ہیں جن میں راجوگن جو راگ و دیش۔ نوت۔ طاقت حکومت و اختیار یہ راجوگن کے اوصاف ہیں۔ نامساک انکو کہتے ہیں جن میں تنوگن مفکری جو پیت۔ بے پرواہی۔ اندھ کار یہ تنوگن کے اوصاف ہیں۔ ساتوک ان کو کہتے ہیں جن میں تنوگن جو خوشی سہر پر کاش وغیرہ تنوگن کے خاص

ہیں۔ اس تقسیم کی مختصر صورت اس طرح قائم کی جا سکتی ہے۔

سانوگ پوران - وشنو - نارڈیہ - بھاگوت - گرگڑ - پدم واراہ ہیں۔

(۲) تامسک پوران - مہتیبہ - کورم - لنگ - شیو - سکند - اگنی ہیں۔

(۳) راجسک پوران - برہمانڈ - برہمہ دیورت - مارکندے - بھوشیہ - وامن - برہمہ ہیں۔

ان میں سے سانوگ پوران وشنو سمیرا کی مقدس کتاب ہیں۔ تامسک کا تعلق شیتوں سے ہے اور راجسک پوران شاکتک دہرم والوں کے ہیں۔ تقسیم قطعی نہیں ہے۔ میری دانشدہ میں کوئی ایسا اثرانہ بھی شاعرانہ ہوگا۔ جب برہما کی پوجا کا رواج تھا۔ اب برہما کی پرستش کا کہیں اہتمام نظر نہیں آتا۔ برہما جو کہ پرزواں دیتا ہیں۔ اسکی جگہ اب شکتی نے لے لی ہے جس کا زیادہ اور گہرا تعلق تانترک شاستروں سے ہے۔

ان پورانوں کی تعداد اٹھارہ ہے۔ انکے علاوہ اٹھارہ آپ پوران بھی ہیں مگر ان کو وہ اہمیت نہیں دی جاتی۔ اٹھارہ پوران کی بالترتیب فہرست یہ ہے۔

(۱) براہمہ (۲) پدم (۳) وشنو (۴) شیو (۵) بھاگوت (۶) نارڈیہ (۷) مارکندہ (۸) اگنی (۹) بھوشیہ (۱۰) برہمہ دیورت (۱۱) لنگ (۱۲) واراہ (۱۳) سکند (۱۴) امن (۱۵) کورم (۱۶) مہتیبہ (۱۷) گرگڑ (۱۸) برہمانڈ۔

(۱) براہمہ پوران برہما اور مہر کی کے درمیان مکالمہ ہے اور اس میں دس ہزار شلوک ہیں۔ اسکے ابتدائی ادھیایوں میں مہتمنوں کا ذکر ہے۔ اور سورج منسی راجاؤں کی تواضع ہے۔ لیکن ناختمی کا حال اسی میں بیان کیا گیا ہے۔ آخری ادھیایوں میں بلجانبی وغیرہ کا حاتم ہے۔

(۲) پدم پوران میں سریشی کا برتن ہے۔ اس میں پچیس ہزار شلوک ہیں۔ اسکے پانچ حصے ہیں پہلے کھنڈ میں سریشی، دوسرے میں بھومی کھنڈ، تیسرے میں سورگ کھنڈ، چوتھے میں پتال کھنڈ، پانچویں میں اتر کھنڈ کا بیان ہے۔ اور آخری مضمون میں کیریا لوگ سارنامی ایک عجیب و غریب رسالہ شامل ہے جس میں لوگ کی بدھی بیان کی گئی ہے۔

(۳) وشنو پوران میں تیس ہزار شلوک ہیں اس کی ابتدا واراہ کلپ سے ہوتی ہے اور آخر میں کرشن بھگوان کی تاریخ دی گئی ہے۔

(۴) والی پوران میں سویت کلپ کے دہم کا بیان ہے۔ اور رز دہم کا ذکر ہے۔ اس میں چوبیس ہزار شلوک ہیں۔

(۵) مہر بھاگوت پوران کا مہر سے شروع ہوتا ہے اور سادسوت کلپ کے واقعات کا ذکر ہے۔ اس میں بارہ حصے اور ایک بتیس ابواب ہیں۔ اور اٹھارہ ہزار شلوک ہیں۔ ایدر نہایت عجیب و غریب کتاب ہے جس میں فلسفہ بھگتی وغیرہ کا مفصل ذکر آتا ہے۔ اور وہ واسدیو پر وشواس رکھنے کی تعلیم دیتا ہے۔

(۶) نارڈیہ پوران میں برہت میں کلپ کے رسم و رواج بیان ہے۔ اس میں پچیس ہزار شلوک ہیں اور انکی تصنیف کا تعلق خود نارڈ سے بتایا جاتا ہے جس کو واس بھگوان نے ترتیب دیا ہے۔

(۷) مارکندہ پوران کی ابتدا پرندہ سے ہوتی ہے جس میں مارکندہ کی زندگی کے دہم کی تعلیم دی ہے۔ اس میں چھ ہزار

نویسہ شلوک لکھے۔ اب نو ہزار شلوک پائے جاتے ہیں۔

(۸) اگنی پوران میں ایسان کلپ کے واقعات ہیں جن کو اگنی نے وسنت کو سنایا ہے۔ اس میں سو ہزار شلوک ہیں۔ اور رامائن و ہابھارت کے حالات کو خاص قسم کی اہمیت دی گئی ہے۔

(۹) بھارت پوران میں سورج کی عظمت کا ذکر ہے۔ اور اس کا تعلق گھور کلپ سے ہے۔ اور زیادہ تر آئندہ زمانہ کے واقعات کی پیشین گوئیوں سے بھرا ہوا ہے۔ اس میں چودہ ہزار پانچ سو شلوک ہیں۔ قصہ کہانیوں کے علاوہ اور پورانوں کی طرح اس میں بھی نشہ بہت کرموں کی وضاحت کی گئی ہے۔

(۱۰) برہمہ دیورت پوران میں کرشن بھگوان کی بزرگی بتلائی گئی ہے۔ اس میں اٹھارہ ہزار شلوک ہیں اور کہا جاتا ہے کہ یہ پوران ابتدا میں سادانی رشی نے نارد کو سنایا تھا۔

(۱۱) لنگ پوران میں زندگی کے مقصد و ہرم۔ ارتھ۔ کام و موشک کا وزن ہے۔ اس میں گیارہ ہزار شلوک ہیں اور اسکے سنانے والے خود برہما جی کہے جاتے ہیں۔ اس کا کلپ، ایسان کلپ ہے۔ اس میں عدا ف اور وضع طور پر بتایا گیا ہے کہ لنگ کوئی قابل نفرت نطفہ نہیں ہے۔ اس سے صرف روحانی نشان مراد ہے۔ اس میں علاوہ اور باتوں کے لیان دیوگ کی بھی کچھ کچھ صراحت کی گئی ہے۔

(۱۲) واراہ پوران کو دشمنوں نے واراہ کو سنایا ہے اور اسی سرشتی کے معنی کے حل کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ اس میں شتو اور درگا کے واقعات بھی قلمبند کئے گئے ہیں۔ اور چوبیس ہزار شلوک ہیں۔

(۱۳) سکند پوران کو کھٹ مگھ سکندھی نے سنایا ہے۔ اور اس کا تعلق تات پرش کلپ سے ہے اس کے ایک اسی ہزار شلوک ہیں۔ یہ لیوان دراصل بہت سے رسالوں کا مجموعہ ہے جن کو سنہتا، جہاتم، کھنڈ وغیرہ نام دیئے گئے ہیں۔ ان میں سے کاشی کھنڈ سب سے زیادہ مشہور و معروف ہے اور کاشی کے ہاتم سے متعلق ہے عین ناگہ پوری کا بھی اس میں بیان ہے سوت سنہتا کے بونچ چھ سنہتا، پانچھو کھنڈ اور پانچ لاکھ شلوک ہونے چاہئیں۔

(۱۴) دامن پوران میں برہما نے سرشتی کے مقصد کی وضاحت کی ہے۔ اور برہم کی عظمت دکھلائی ہے۔ یہ شیو کلپ سے متعلق ہے۔ اور اس میں دس ہزار شلوک ہیں۔

(۱۵) کورم پوران میں لکشمی کلپ کے واقعات سترہ ہزار شلوکوں میں بیان کئے گئے ہیں۔ ابتدا کورم یعنی دشمنوں کے کچھ اوتار سے ہوتی ہے۔ مگر یہ دشمنوں کا نہیں بلکہ شیوؤں کا پوران تبسم کیا جاتا ہے۔ اور شیو شکتی کے بیان سے بھرا ہوا ہے۔ اس کے دوسرے حصہ میں ایشور گیتا اور دیاس گیتا پڑھنے کے قابل کتابیں ہیں۔

(۱۶) متیہ پوران میں سات کلپ کے واقعات ہیں ہزار شلوکوں میں گائے گئے ہیں۔ اور دشمنوں نے چھ اوتار کی حالت میں اس کو سنایا ہے۔

(۱۷) گر پوران کو دشمن بھگوان نے گر کلپ میں انیس ہزار شلوکوں میں بیان کیا ہے۔ اس میں کئی قسم کے علوم کا ذکر ہے۔ مثلاً سادک، جوتش، پیار، پتھر، ادویات وغیرہ اس کے پرہت کلپ میں ترناک، سنسکار وغیرہ کا ذکر ہے۔

(۱۸) برصغند پوران میں بارہ ہزار اور دو سو شلوک ہیں۔ اندر برصغند سے متعلق ہے۔

یہ اٹھارہ پورانوں کی مجموعی فہرست ہے۔ میں نے چاہا تھا کہ ان سب کے مضامین کی صراحت ذرا اور وضاحت کے ساتھ کر دی جاتی۔ مگر چونکہ دیباچہ ضخیم بنانا منظور نہیں تھا اس لئے صرف اتنے ہی پر اکتفا کی گئی۔

ان کے سوا جو اٹھارہ آپ پوران ہیں ان کے نام یہ ہیں۔ (۱) سنت کمار۔ (۲) نرسنگھ۔ (۳) ناراد۔ (۴) شیو۔ (۵) دربا سا۔ (۶) کپل۔ (۷) مافو۔ (۸) اوسنس۔ (۹) وارڈنا۔ (۱۰) کالیکا۔ (۱۱) سامب۔ (۱۲) نندی۔ (۱۳) سور۔ (۱۴) پراسر۔ (۱۵) اوتیر۔ (۱۶) ہمیشور۔ (۱۷) بھاگوت۔ (۱۸) وسشٹ۔

یہ فہرست دیوی بھاگوت میں موجود ہے جس کو بعض لوگ اصل پوران کہتے ہیں۔ اور شری بھاگوت کو آپ پوران بتاتے ہیں۔ دیو اکھنڈ میں دوسری طرح کی فہرست دی گئی ہے۔ جو اس سے مختلف ہے۔ اس میں آپ پورانوں کے نام بالترتیب اس طرح پر آئے ہیں۔ (۱) سنت کمار۔ (۲) نرسنگھ۔ (۳) نند۔ (۴) شودرہم۔ (۵) دربا سا۔ (۶) بھوشیہ۔ (۷) کپل۔ (۸) مافو۔ (۹) اوسنس۔ (۱۰) برصغند۔ (۱۱) وارڈنا۔ (۱۲) کلکی۔ (۱۳) ہمیشور۔ (۱۴) سامب۔ (۱۵) سور۔ (۱۶) پاراسر۔ (۱۷) بھاگوت۔ (۱۸) کورم۔

ان سب پورانوں کے مصنف یا ترتیب دہندہ ویاس جی کہلاتے ہیں۔ جو مہا بھارت کے زمانہ میں گزرے ہیں اور جن کا نام کرشن دو بیامین ہے۔ مگر چونکہ سارے پورانوں اور آپ پورانوں کی دو زبان ایک ہی ہے۔ نہ طرز بیان ایک سا ہے۔ اسلئے یہ نہیں کہا جاسکتا کہ یہ کسی ایک مصنف کی تصانیف ہیں۔ ویاس دراصل ایک قسم کا علمی خطاب ہے۔ اس لئے اگر یہ مان لیا جائے کہ مختلف ویاسوں کے لکھے ہوئے ہیں۔ تب بھی ان کی تقدیس میں فرق نہیں آتا۔ یہ فہرست باستانی ذہن نشین کر سکتی ہے کہ پوراناک لٹریچر کم نہیں ہے۔ اور اس میں بہت کچھ سامان اس قسم کا موجود ہے جو قابل غور مطالعہ ہے۔

پوران ہندوؤں کے لئے قیمتی ورثہ ہے۔ مانا ان میں بہت سی باتیں ایسی ملیں گی جو ہم جکل کی طبیعتوں کو اپنی نہیں کر سکتیں تاہم کچھ نہ کچھ ان کے خیالات کی اشاعت ہندوؤں کے لئے مفید ہوگی۔ شہرت لال ورن ایم اے

دھامک حکمت میں یہ خبر پڑھ کر افسوس ہو گا کہ کیلاشل آشرم رشی کیش کے

سالقہ مہا منند تلشور پرم پوجیہ شری ۵۵۵ سوامی ہرشنودیا نندی مہاراج کا بھوتناک شرم اپنے تنوں میں مل گیا ہے۔ اور وہ اپنے بچ اکرم سروپ میں لین ہو گئے ہیں۔ ایسے مہاراش دنیا میں ڈھونڈنے سے بھی نہیں ملتے انکی سمرتی میں بہت بڑا سستی بھنڈا رہ گیا۔ جس میں تقریباً چار ہزار سے زائد مہاراشوں اور بھکتوں نے بھوجن کیا اور بڑے بڑے جوتی کے دروان بہت بڑی تعداد میں تمام بھارت ورکش سے انہیں شرم دھام بنگلہ وارپ کرنے کیلئے رشی کیش پہنچے شری مہاراج کی ایسوسل سے تجاؤ کر کے جی متی وہ شاستری مرادہ کے پورن تو نشٹھ تھے مگر زوردار پرمسوتی انکی تھو پرا برامی تھی وہ پرستار اور دیاکر تھے اور سدا ترنگہ جیون مکت پرش تھے۔ بہن نگا جیون سدا مشعل کا کام دیتا رہیگا۔ دس کو ناہ زندہ

اٹھارہ پورانوں کے متعلق

مہرشی شوبرت لال جی ورمین کی رائے۔

اٹھارہ پوران - مہرشی وید دیاس جی کے تصنیف ہیں۔ یہ حقیقت (یعنی سہت و سنتو) کے سمجھانے کی نہایت معقول مؤثر اور خوبصورت کوشش ہیں۔ یہ خاص وقت کے مخصوص دھارماک لکھچ ہیں۔ یہ فرضی ناول نہیں اور نہ ہی سن گھڑت کہانیاں ہیں۔ بلکہ ان میں اصلیت ہے۔ پورانوں سے ہم اتنے مفید و کارآمد سبق سیکھ سکتے ہیں۔ جو ہم کو کسی اور جگہ نہیں مل سکتے۔ پوران معمولی کتابیں نہیں ہیں۔ نہ ان کے بیانات ہی معمولی ہیں۔ ان کے ہتھ بھی خاص طرح کی اہمیت رکھتے ہیں۔ انکی شاعری غضب کی ہے۔ انکے انکار و استعارات کی تصویریں نہایت ہی حیرت انگیز ہیں۔ اس لئے وہ خاص طور پر عورت کے ساتھ مطالعہ کئے جانے کے مستحق ہیں۔ ان میں مقدس قصوں کے سلسلہ میں جن قابل تعلیم پوتاؤں کی تصویریں کھینچنے کا اہتمام ہے۔ وہ فرضی نہیں ہیں۔ بلکہ اصلیت رکھتی ہیں۔ لکھنے والوں کی نگاہ کے سامنے وہ تصویریں خیالی طور پر موجود تھیں۔ وہ ان کا انو بھو کرتے تھے۔ کیونکہ جن کا پورانوں میں بیان ہے۔ وہ برہماند میں خاص حیثیت رکھتے ہیں۔ اور اپنے اپنے منڈل میں ان کا روپ محیط بھی ہے۔

روحانی آنکھیں جب کو عطا ہیں۔ وہ ہی ان کا انو بھو کر سکتے ہیں۔

پورانوں کے رچنے والے غضب کے دور اندیش اور نکتہ رس تھے۔ ان کے تجربات وسیع تھے۔ وہ انسان کے دلی میلان کی نبض کو ٹٹول سکتے تھے اس لئے انہوں نے عالمگیر ہمدردی کے خیال سے متاثر ہو کر ان پورانوں کو تصنیف کیا۔ اس وجہ سے وہ ہمارے سچی تعظیم کے مستحق ہیں۔ "شوبرت لال ورمین ایم۔ اے۔"

نوٹ:- جو لوگ پوراناک گرنھوں کی مخالفت کرتے ہیں۔ وہ وید اور شاستروں کی تعلیم سے ناواقف ہیں۔ لہذا ان پر مغربی تعلیم کے سنسکاروں کا سایہ پڑا ہوا ہے۔ ویدوانوں کی نظر میں پوران مہنتو پورن گرنھ ہیں۔ ان کو پڑھ بے بغیر زید اور شاستروں کا گیان ادھورا ہے۔ پوران ہندو دھرم کے گویا پوران ہیں۔ پورن گیانی اور ودوان لوگوں نے ان گرنھوں کی بہت جہا گائی ہے۔

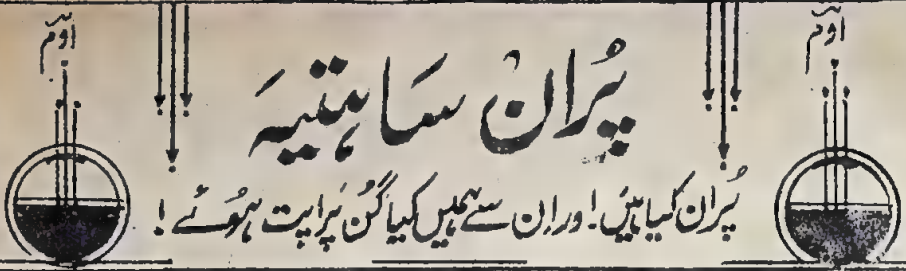
گورو نانک فرماتے ہیں: سہ
وید پُران کہو مت چھوٹے۔ جھوٹا جو نہ وچارے؟
عالم باعل برہم گیانی منشی سورج نرائن صاحب تھرنے بھی ان پر اپنی شر دھا کے پھول
چڑھائے ہیں۔

پورانوں کی مہما

سبق دیا کرو دنیا کے نکتہ وانوں کو
کتب ہیں فلسفہ کی علم کے خزانے ہیں
جو نابلد ہیں کبھی اُن کا یہاں گزار نہیں
چھٹا کر رکھتے ہیں سب کا راز فاش نہ ہو
کہ ہیں خصوص سے مخصوص بے بہا چیزیں
نظر میں سطح پر ستوں کی گو فسانے ہیں
وگر نہ راز کی ہو کی نہ کچھ خبر اے دوست
اور اپنی سعی سے وہ فائدہ اٹھاتے ہیں
نہ لپکھو ہم سے کہ کیا چیزیں انکے اندر ہیں
جو ہتھ کو پہنچے ہزاروں میں وہ نگاہ نہیں
ہتی نظر نہجے آیا ہمیشہ ان کا دوست
نہ موتیوں کی جھلک سطح پر نظر آتی
جو بھاری ہوتی ہیں نیچے وہ بیٹھ جاتی ہیں
نہیں وہ سطح پر۔ تہ میں لینے ہاں گورو
تلاش شرط ہے پاؤں گے گوہر مقصود
تمام محضوں کے بند سے نکل جساؤ
رموز فلسفہ ہیں ان میں جو فسانے ہیں

ذرا بھی سمجھو جو اے ہندو پورانوں کو
نہ بھول کر بھی خیال آئے یہ فسانے ہیں
خزانے ہیں مگر ایسے کہ آشکار نہیں
جہاں میں قاعدے کے کلیہ خزانے کو
نہ ایسے دلیوں کے ہاتھ میں خوشنما چیزیں
اسی طرح سے پورانوں میں بھی خزانے ہیں
نہ جانا سطح پر سستی پر بھول کر اے دوست
جو باخبر ہیں خبر تہ کی جا کے لاتے ہیں
تہیں اٹھاراں پورا تہیں یہ سمندر ہیں
یہ ایسے بحر ہیں ذخار جن کی گتہا نہیں
ہی سبب کہ خائف ہیں ان سے سطح پر دست
ہمیشہ سطح پر دیکھتے جا بآورد کافی
جو چیزیں ہوتی ہیں ہلکی۔ وہ اوپر آتی ہیں
دُور خوش آب کی پس گر تلاش ہے تم کو
لگاؤ بحر میں نقطہ نظر سے ہو مفقود
پڑھو پورانوں کو اے ہندو تو کھیل پاؤ
پُران ہندوؤں کے علم کے خزانے ہیں

صد ہے تہر کی ہاں کوئی سننے والا ہے
پڑھیں پوران جو ہندو تو بول بالا ہے



پران کیا ہیں! اور ان سے ہمیں کیا گن پراپت ہوئے!

قدیم زمانے سے ہی بھارت میں پرانوں کا معاملہ بڑی شرمناک اور جذبات سے متاثر رہا ہے۔ بھارتی عوام کے دلوں میں بھگتی گیتان دیارگبہ۔ سدا چار اور دھارمک بھارت کو متبیطو جانے کا سہرا پرانوں کو ہی ملتا ہے۔ وید۔ شاستر۔ الشور۔ وون آشرم دھرم۔ پتر جنم، آتما کو امتزا اور پرلوک کی حقیقت پر بہارا جواوٹ و شواس ہے۔ یہ سب گن میں پرانوں سے ہی ملتے ہیں۔ بہارا رہنے سہنے کا ڈھنگ سماجی نظام ہنسکرتی۔ تمدن ہنسکار روزمرہ کی نیتی، کرکٹ زیادہ تر ویدوں اور سمریتوں کے ساتھ اتھاس پر پرانوں کا ہی زیادہ پر بھاؤ ہے۔ پرانوں سے پوتر کرکٹ ہمارے جیون میں آیا ہی ہے۔ لوک گیتوں اور استروں کے گانوں میں بھی نادی کال سے موجود ہے۔ سستی پن کے اونچے آؤش۔ من اور اندریوں پر قابو پانا۔ ویزنا۔ میدان جنگ میں ہنسنے ہنسنے پران دے دینا تباہ اور بلبدان کے لئے ہمیشہ پرانوں سے ہی حاصل ہوا ہے۔

پرانوں کی اہمیت کو من میں لسانے سے پہلے ہمیں ان کے مروجہ پر وچار کرنا ہوگا۔ پران کا مطلب کیا ہے اور یہ کتنا پرانا ہے اس پر غور کرنا ضروری ہے۔ یہ اچھی طرح سمجھ لینا چاہئے کہ پران کا سادہ مطلب ہے پرانا۔ جن میں پرانی باتوں کا ذکر ہو۔ وہ پران ہے۔ ”وایو پران“ میں پران شبد کا آغاز اس طرح دیا گیا ہے۔ ”وہ پرانی روایات کا زین کرتا ہے۔ اس لئے پران کہلاتا ہے۔“ پران کی قدامت کے متعلق متبیطہ پران کا کہتے ہیں۔ ”وہ سب شاستروں سے پرانا ہے۔ برہما جی نے سبکے پہلے پران کا سمرن کیا۔ اس کے بعد اس کے لئے سے وید پرگٹ ہوئے۔“ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ پران ہمیشہ سدا میں جنہیں ہم پران لکھتے دے کہتے ہیں۔ وہ اس کے سنگن کرنے والے ہیں۔ لکھنے والے نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ انسانی شکنتی سے باہر ویدک سہتیه میں بھی پران کی چرچا، اور اسے وید کی طرح ہی فقیر اور مستند بتایا گیا ہے۔ اکثر وید میں ذکر ہے کہ یگیہ کے اچھشت سے بجز وید کے ساتھ رگ وید سام وید بھتد اور پران پرگٹ ہوئے۔ اسی لئے پران کو پانچواں وید کہا گیا ہے۔ شدت پتھ براہمن کا کہنا اودھ وایو یگیہ پتھ پران پاٹھ کے لئے یہ کہہ کر پران پرانا دیتا ہے۔ کہ پران وید ہے۔ یہ وہی وید ہے۔ برہد ارنیہ کے مطابق پرانا کے نشواس سے چاروں وید اتھاس پران دوتا اور اپنشدوں کا آغاز ہوا۔ شدت پتھ براہمن کے مت سے ویدوں کی طرح پران اتھاس کا بھی روزانہ مطالعہ ہونا چاہئے۔ اس سے ویدنا خوش ہو کر مطالعہ کرنے والے کو خوشی بخشتے ہیں۔

برہد ارنیہ کے بھاشیہ میں بھگوان شنگر اچاریہ نے ”اروشی اپنسر“ وغیرہ براہمن بھاگ کو اتھاس اور رسد و اوم گراہست وغیرہ ششی پر کرنا بھت و کیوں کہ پران کہا ہے ایترا برہمن کے آپ کرم میں وید اسر سنگرام وغیرہ پر سناؤں کو اتھاس اور ششی پرتی پاوک و کیوں کہ پران بتایا گیا ہے۔ نیائے درشن سوٹو (م-۱-۱۰-۶۲) کے بھاشیہ میں داتسا پن رشی نے کہا ہے کہ جوشی منتر اور براہمن بھاگ کے درشتا اور پوجن کرتے ہیں وہی اتھاس۔ پران اور دہرم شاستر کے بھی ہیں۔ ان سب کا علیحدہ علیحدہ

مضمون ہے اپنے اپنے مضمون میں سب مستند ہیں۔ بیگیہ منتر برہمن جھاگ کا دک ورت اتہاس پران کا اور لوک و ہار کی سٹھاپنا دھرم شاستر کا مضمون ہے۔ بالیگی راما یں کے مطابق پرانوں میں ماضی و حال اور مستقبل تینوں زمانوں کے اہم واقعات کا ذکر ہے۔ سمیت جی نے ہمارا ج دشرٹھ کو پہلے ہی بتا دیا تھا کہ ان کے ہاں کس طرح پتر پیدا ہونے والا ہے۔ یہ بات سمیت کو پرانوں کی لکھا سن کر ہی معلوم ہوئی تھی۔ جہا بھارت میں صاف لکھا ہے کہ پرانوں میں آوی و نشوں کے ورث ہوتے ہیں۔ (ان پرانوں سے ثابت ہے کہ پران نیتہ اور سنان ہیں۔ مندرجہ ذیل پرانوں کو چنا سے ہی پرانوں کے سرگ۔ پرتی سرگ۔ و نش سثو تر اور و نشانو چرت۔ یہ پانچ لکشن سٹھ کئے گئے ہیں۔ یہی پران لایا ہے۔

کلب انتر میں پران ایک ہی تھا۔ جو سو کروڑ شلوکوں میں رزج تھا۔ برہما جی نے یاد کر کے پڑشوں کو اس کا آپیش دیا تھا۔ ورت کے مطابق اس عظیم پران سا متیہ کا جب لوگوں کے لئے حاصل کرنا مشکل ہو جاتا ہے تب بھگوان ویاس روپ دھارن کر کے ہر دوا پر میں اس کا اختصار کیا کرتے ہیں۔ اس وقت پران کے شلوکوں کی تعداد چار لاکھ رہ جاتی ہے۔ اس ایک ہی پران کو وہ اٹھارہ حصوں میں بانٹ دیتے ہیں۔ ہر دوا پر میں ایسا ہی ہوتا ہے۔ اور پرانوں کی تعداد ایک سے اٹھارہ ہو گئی۔ کچھ لوگ یہ شک کرتے ہیں کہ اگر سب پران ویاس جی نے ہی لکھے ہیں۔ تو انکی بھارت میں فرق کیوں ہے۔ مختلف پھاؤں مختلف دیوتاؤں کو سب سے اعلیٰ بتائے میں کیا راز ہے۔ کیا ایک ہی مصنف اپنے گرنٹھوں میں مختلف رائے دے سکتا ہے۔ پرانوں کا مطالعہ کرنے سے کوئی بھی غیر جانب دار مفکر یہ ماننے کو تیار نہ ہوگا کہ سب پران ایک ہی مصنف کے زور قلم کا نتیجہ ہیں۔ اور ایک ہی قلم سے لکھے گئے ہیں۔ پرانوں کے متعلق اور بھی کئی سوالات ہیں۔

ہم پہلے بتا چکے ہیں کہ پران زمیوں کی طرح ہی پراچین اور انادی کال سے چلے آ رہے ہیں۔ وہ ویاس دیو سے بھی پہلے کے ہیں۔ پرانوں کے پانھک یہ بھی جانتے ہیں کہ تمام پرانوں کے بیان کرنے والے اور سننے والے الگ الگ ہیں۔ اور وہ مختلف اوقات میں مختلف مقامات پر کہے اور سننے گئے ہیں۔ اس لئے ان کی شبلی (طریقہ بیان) میں انتر ہونا قدرتی ہے۔ ویاس دیو جی نے تو صرف ان کو اکٹھا کیا ہے۔ اور ان کو اٹھارہ حصوں میں بکھ کر اپنے ویاس نام کو سار کھٹک کیا ہے۔ ویاس جی نے تنو کروڑ شلوکوں کو چھانٹ کر چار لاکھ شلوکوں میں ہی پرانوں کا سنسکرن کیا ہے۔ وہ مختلف پران کاروں و ہارہ بیان کی گئی مختلف دیوتاؤں کی سرو سریشٹھا کو کیسے نظر انداز کر سکتے تھے۔ مختلف میگوں اور کلبیوں میں جیسی دھارنا تھی وہ ہی انہوں نے بیان کر دی۔ اگر پریم پستا پرما تھا ایک ہی اور ان کی ہر سیلا سڑ سریشٹ ہے۔ اسی بھاؤنا کو سامنے رکھ کر ہر دیوتا کو سرو سریشٹ بتایا گیا ہے۔۔

ماخوذ ہندو ہفتہ کار جالندھر

گو بند پرکاش ۱/۳ روپے۔ انو بھوتی پرکاش ہندی از سنت ہری شہ جی بھاگ شترا قیمت آٹھ روپے ۵/۰
جو بھاگ شترا قیمت آٹھ روپے ۵/۰

اوقاف

اوقاف

پراجین بھارت کا بے مثال کریم مہرشی شنکھ اور لکھت کی کتھا

مہرشی شنکھ اور لکھت دو سگے بھائی تھے۔ دونوں دھرم شاستروں کے جہان گیتا تھے۔ ودیا گرہن کرنے کے بعد دونوں نے شادی کر لی اور اپنے الگ الگ آشرم بنا کر ودیا دان کا کام کرنے لگے۔ وہ ایک دوسرے سے ہلنے بھی آجایا کرتے تھے۔

اسی طرح ایک دن مہرشی لکھت اپنے بڑے بھائی شنکھ سے ہلنے چل پڑے سوچا، کافی دن بیت گئے ہیں۔ بھائی اور بھابی سے مل ہی آئیں۔ اور ساتھ ہی ایک منتر کی دیا کھیا بھی وہ ان سے پوچھنا چاہتے تھے۔ وہ اپنے بڑے بھائی کے آشرم میں پہنچے۔ تو وہاں نہ اُنکے بھائی تھے۔ اور نہ بھابی کی تپنی۔ اتفاقاً سفر طے کرنے کے بعد لکھت کو بھوک لگ رہی تھی بھابی ہی موتیں تو وہی اُنکو کھجوریں وغیرہ کر دیتیں۔ وہ بھی نہ تھیں۔ لکھت سے راز لگیا۔ انہوں نے شنکھ کے آشرم کے ایک درخت سے پھل توڑے۔ اور اسے کھاتے لگے۔ ابھی وہ پھل کھانا سماپت بھی نہ کر پائے تھے۔ کہ اُنکے بھائی شنکھ آ گئے۔ لکھت نے اُنکو پرنام کیا۔

مہرشی شنکھ اپنے چھوٹے بھائی کو دیکھ کر بے حد خوش ہوئے اور اُنکو بڑے سحر سے اپنے پاس بلایا۔ اُن کا کُشل سماچار پوچھا۔ پھر بولے۔ "بھائی! تم یہاں آئے اور میری غیر عسری میں اس باغ کو اپنا مان کر تم نے اس درخت سے پھل توڑ لئے اور کھائے بھی۔ لیکن تم مہرشی ہو کر مجی دھرم پر نہیں چلے۔ مہرشی کا تو دھرم ہی سب کچھ ہوتا ہے۔ اس کا دھرم ہی نہ رہا باقی کیا رہ گیا۔ اور تم بھی بھانتی دھرم کا متو جانتے ہو۔ اگر کسی دیکھنے کی غیر عسری میں اُس کی چیز لے لی جائے تو جانتے ہو اُسے کیا کہتے ہیں؟ لکھت تو پہلے ہی جان گیا تھا کہ اُس نے کام غلط کیا ہے۔ اُس نے بھائی کے سوال کا جواب دیتے ہوئے کہا: "اس حرکت کو چوری ہی کہیں گے اور کیا؟"۔ پھر زرا رک کر بولے۔ "بھائی یہی حرکت مجھ سے ہوئی ہے۔ تا۔ آپ یہ کہنا چاہتے ہیں نا؟" بات ٹھیک ہے۔ اب بتائیے۔ اس کے پراسچوت میں کیا کرنا چاہئے؟

شنکھ نے کہا۔ "تم نے چوری کی ہے۔ اس کا پراسچوت نہیں ہوتا۔ سزا ہوتی ہے۔ اور تم خود ہی اپنے آپ کو سزا نہیں دے سکتے۔ سزا دینا تو راجہ کا کام ہے۔ تم راجہ کے پاس جاؤ اور اپنے لئے سزا مانگو۔"

مہرشی لکھت کو چین نہ تھا۔ وہ اُسی وقت راجہ دھانی کی طرف چل پڑے۔ اتفاق سے اُس وقت راجہ سبھا لگی تھی۔

لکھت سیدھے وہاں چلے گئے۔ راجہ نے اُنکے مہرشی کا شکار کرنا چاہا۔ مگر مہرشی لکھت نے اُنکو روک کر کہا۔ "راجہ! اس وقت میں کسی شکار کا ادھکار نہیں ہوں میں نے اپرا دھ کیا ہے میں تو سزا دینے جابانے کا حقدار ہوں۔ مجھے سزا دینا۔ اور مہرشی لکھت نے اپنے اپرا دھ کی کہانی کو بہ سنائی۔ راجہ نے ساری بات سنی۔ اور جواب دیا۔ مہرشی ور۔ راجہ کو سزا

دینے کا اذھیکار ہے۔ مگر اس کے ساتھ ساتھ راجہ کسی بھی ایراد کو کھشما کرنے کا اذھیکار بھی رکھتا ہے۔ لکھت نے راجہ کو بیچ میں ڈک کر کہا: "راجہ کا کام ایراد کی نوعیت طے کرنا نہیں ہے۔ ایراد کا ودھان نشیوت کرنا براہمن کا کام ہے۔ تم اس ودھان کی طرف علمی صورت سے دیکھتے ہو۔ تم مجھے دندڑو۔ ودھان میں جو سزا ہے وہی مجھے دو۔" بھی میری آتما کو شانتی ملے گی۔

اس وقت ودھان کے افسار چوری کی سزا کاٹ دینے کی تھی۔ چنانچہ راجہ نے بھی لکھت کے دونوں ہاتھ کاٹ دیئے۔ ہاتھ کٹنا لکھت خوش ہو گئے اور خوش خوشی اپنے بڑے بھائی کے پاس لوٹے۔ بولے: "بھیا! دیکھو میں راجہ سے سزا لے آیا ہوں۔۔۔۔۔"

بھی انکی کہنیوں کے زخم ٹھیک نہ ہو پائے تھے۔ بھائی کو دکھ تو بہت ہوا۔ مگر توجہ تو یہی کہتا ہے۔ شکہ رشی نے کہا: "لکھت! سندھیا ہو گئی ہے۔ چلو ندی میں جا کر امشان کر آئیں"۔ نہاتے سمے عادت کے افسار لکھت نے اپنے کٹے ہاتھ پر انھنا کے لئے اٹھا دیئے۔ ان کو یہ بھی یاد نہ رہا کہ ان کے ہاتھ نادر ہیں۔ انہوں نے چونک کر دیکھا کہ ہاتھ جوں کے توں لگے ہیں بشکہ نے سمجھایا: "یہ ہاتھ اب تجھے میرے ہی کارن ملے ہیں۔ دندڑ دینے کا اذھیکار راجہ کا ہے۔ رشی کھشما کر سکتا ہے۔"

نوٹ:- ہندوؤں کا اتنا بلند اخلاق پرانک گرنختوں کے پٹھن پانٹھ سے بنا۔ جن لوگوں نے پرانک گرنختوں کی راپڑا لائے اور دشمن کی باتوں کے پر بھاویں اگر مخالفت کی ہے، انہوں نے گویا ہندو دھرم کی جڑوں کو کاٹنا چاہا ہے۔ جب تک ہمارے دلش میں پرانک گرنختوں کا پرچار رہے گا۔ ہندو دھرم مضبوط بنے گا۔ دلش کا اخلاق سندھ بیک۔ پاپوں کا ناش ہوگا۔ لوگ دھرم کی طرف رجوع کریں گے۔ اور ادھرم کا ناش ہوگا۔ کیونکہ ان گرنختوں میں بھینک روچک اور تھارکھ آپدیش ملتے ہیں۔۔۔

بولو۔ دھرم کی جے ہو۔ ادھرم کا ناش ہو۔ پرانیوں میں سدھ بھاننا ہو۔ وشوکا کلیان ہو۔

شیدانت کی اردو لپتکیں مترجمہ بخشی نرسنگداس جی لو، دوپاک چورامنی ۱/۲ روپے
تتو بودھ ۲۰ پیسے - ویدانت بودھ ۲۰ پیسے - آتم بودھ ۵۰ پیسے - میں کون ہوں ۱۰ پیسے
سی حرنی بلیے شاہ ۲۰ پیسے - بھگوت گیت مشرح پانچ بھاگوں میں ۵/۳ روپے وچار مالا ۱/۴ روپے
دیگر مہا پرشوں کی لپتکیں - حقیقی آسند کا راستہ - ازہاتا جیمز ایلن - قیمت دو روپے ۱/۲
ردوں کی دنیا (اردو) چار روپے - لندن یا ترا - ۶۰ پیسے - لوگ دانشت ۱/۳ روپے - شوہران اردو ۵/۳ روپے
منگا نے کا پتہ - دفتر رسالہ اوم اجمیری گیٹ دہلی ۱



میں تو دیکھوں ہر طرف بھگوان کو



(از قلم بنیڈت سیتیہ پال جی عارف)

آپ کو وہ کیوں نظر آتا نہیں
میں جدھر دیکھوں اُسے پاؤں دہیں
تم سمجھ لو اُن کی پھر آنکھیں نہیں
اور کچھ اس کے سوا ہرگز نہیں
دیکھنے اس کو کہیں جانا نہیں
اس کا ثانی مل نہیں سکتا کہیں
اور پھر انجام بھی کوئی نہیں
اُس سے کوئی راز بھی مخفی نہیں
اُس سے تو کچھ بھی چھپا سکتا نہیں
اُس سے بچ کر جا نہیں سکتے کہیں
خالی باتوں پر نہیں ہم کو یقین

میں تو دیکھوں ہر طرف بھگوان کو
اس کا ہی جلوہ ہے ہر سو چھارا
دیکھ کر اُس کو نہیں جو دیکھتے
گل جہاں ہی جسم ہے بھگوان کا
تیرے اندر بھی ہے وہ ہی یولتا
ہر جگہ ہر وقت وہ موجود ہے
اس کا کوئی بھی نہیں آغاز ہے
سب کے دل کی بات ہے وہ جانتا
تیرے ہر اک فعل پر اُس کی نظر
حکم اُس کا ہر دو عالم پر چلے
کچھ کھل کر کے دکھا عارف ہمیں

تیرا نام لیکری میں جی رہا ہوں

(از بنیڈت سیتیہ پال جی عارف)

تیرا نام لے کر میں جی رہا ہوں
میں امرت ترے نام کا پی رہا ہوں
ہوا کیا جو میں پہلے پانی رہا ہوں
اسی ایک اُمید پر جی رہا ہوں
میں عاقبت ترے نام سے بھی رہا ہوں
میں لب اپنے خود اسلئے سی رہا ہوں
میں کرتا سدا ہیرا پھیری رہا ہوں

سوا تیرے دنیا میں ہے کون میرا
مجھے نے کی ہرگز نہیں کچھ ضرورت
شیرن تیری میں آج تو آ گیا ہوں
کبھی تو مجھے ہوگا دیدار تیرا
ریاضت کا تو ذکر ہی کیا کروں میں
ترے بن زبان پر نہ کچھ اور آئے
میں نادم ہوں عارف کہ بھگوان ہو بھی

صہارے گورو اور اُن کے دھرم گرنٹھ

اوم

ایٹیر

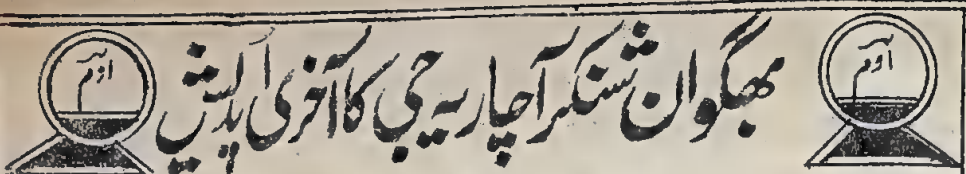
اوم

- 1- مہرشی جینی
 - 2- مہرشی پانجلی
 - 3- مہرشی کپل
 - 4- مہرشی کناد
 - 5- مہرشی گوتم
 - 6- آوجک گورو سوامی شنکر اچاریہ
 - 7- جگت گورو شری رام بابا اچاریہ
 - 8- جگت گورو شری ولجہ اچاریہ
 - 9- جگت گورو شری مہا اچاریہ
 - 10- جگت گورو شری مادھو اچاریہ
 - 11- مہاشتا بدھ
 - 12- گورو نانک
- (شیشہ مہرشی ویدویاس جی) انہوں نے میمانسا درشن لکھا
- یوگ درشن
- سانکھ درشن
- ویشیشٹاک درشن
- نیائے درشن
- ادویت سدھانت کے پرکوتا
- وشیشٹ ادویت
- شدھ ادویت
- دویت ادویت سدھانت
- دویت سدھانت
- شونیہ واد
- بھگتی - یوگ اور گیان تینوں کے پرورتاک

ساتن رشیوں کے جہان گرنٹھ جن پر ہندو دھرم کی بنیاد قائم ہے

بین ۲ سہرتیاں

- (۱) مٹوسہرتی - (۲) اتری سہرتی - (۳) وشنو سہرتی - (۴) ہاریت سہرتی - (۵) یاگیہ و لکیہ سہرتی -
- (۶) اوشنس سہرتی - (۷) پریشانس سہرتی - (۸) انلی رس سہرتی - (۹) ییم سہرتی -
- (۱۰) سورت سہرتی - (۱۱) سورت سہرتی - (۱۲) پراشتر سہرتی - (۱۳) کاتیاہن سہرتی - (۱۴) پارشر سہرتی - (۱۵) شنگھ سہرتی - (۱۶) لکھت سہرتی -
- (۱۷) گیش سہرتی - (۱۸) گوتم سہرتی - (۱۹) شاتاپ سہرتی - (۲۰) شاتاپ سہرتی -



اپنا جیون کال سماپت کرنے پر بھگوان شکر نے کیا پیش کیا ہے اسے پہلے اپنے بھکتوں کی پڑتھ پر عام لوگوں کی علمی منڈیش دیا۔

वेदो नित्यमधीयतां तदुदितं कर्म स्वनुष्ठीयतां ।
तेनेशस्य विधीयतां अयचितिः काम्ये मतिस्त्यज्यताम् ।
पापौघः परिद्यूयतां भव मुखे दोषोऽनुसन्धीयतां ।
प्रात्मेच्छा व्यवसीयतां निजगृहात्तृण विनिगम्यताम् ॥

پرتی دن عیدوں کا پالھ کرو۔ ان میں جن زھار ماک کارپوں کا ورثہ ہے۔ انہیں اپنے جیون میں گرہن کرو۔ اور اسی طریقہ سے ایشور کی ارادہ کرو کارپوں کو لیکن پھل کی آشا مت کرو۔ برائیوں کو دور بھینک دو۔ آپ اپنا جیون آرام اور آسند سے بسر کرتے ہو تو بھی اس جیون کے آسند میں خامیوں کی تلاش کرو۔ آسند گمان کی پراپتی کی اچھیا دور دورہ بناؤ اپنا گھر جتنی جلد ہو سکے چھوڑ دو۔ (ارتھات زندگی سے موہ نہ کرو۔ اسے ہی سب کچھ سمجھو۔)

सङ्गः सत्सु विधीयतां भावतो भक्ति दृडाऽऽधीयतां ।
शान्त्यादिः परिचीयतां दृढतरं कर्माशु संत्यज्यताम् ।
सद्भिद्भानुप सृप्यतां अनु दिनं तत्पादुका सेव्यताम् ।
ब्रह्मकासर मथ्यतां श्रुतिशिरोवाक्यं समाकर्ण्यताम् ॥

اچھے لوگوں کی صحبت میں رہو۔ ایشور کے پرتی اگاڑ اور غیر متزلزل شردھا پیدا کرو۔ سہن شکست پیدا کرنے کا پرتن کرو۔ برصم دودیا پراپت کرو۔ بھگوان کے چرنوں کی ارادہ کرو۔ پوراؤں پر وشواس کرو۔ اپنشدوں کو شرون کرو۔

वाक्यार्थः सुविचार्यतां श्रुतिशिरः पक्षः समाग्रीयतां ।
दुस्तर्कात्सुावरम्यतां श्रुतिमतस्तर्कोऽनुसन्धीयताम् ।
ब्रह्मास्मीति विभाव्यतां अहरहर्गर्वः परित्यज्यतां ।
देहेऽहं मतिरुज्ज्यतां बुधजनैर्वादः परित्यज्यताम् ॥

ہماواکیوں کا صحیح ارادہ جانو اور سمجھو۔ اپنشد جو کچھ کہتے ہیں وہی صحیح ہے اسے ہی تسلیم کرو۔ خواہ مخواہ کی نکتہ بینی اور دلیل بازی سے احتراز کرو۔ اور اپنشدوں میں جو دلائل دیئے گئے ہیں انہیں ہی صحیح اور آخری تسلیم کرو۔ برہمن (اصل منوں میں بننے کی کوشش کرو۔ مخترکہ کہ گھنڈ کا پری تیگ کرو۔ "میں" کا احساس چھوڑ دو کیونکہ ان باتوں میں غرور کا عنصر ہے۔ دودواؤں کے ساتھ دلیل بازی مت کرو۔ کیونکہ دودواؤں کی سبب بڑھ عام لوگوں سے یقینی طور پر زیادہ ہوتی ہے۔

क्षुद्रयाधिश्च चिकित्स्यतां, प्रति दिनं भिक्षौषधं भुज्यतां ।
 स्वाद्धन्त्रं न तु याच्यतां, विधिवशात्प्राप्तेन संतुष्यताम् ॥
 प्रौढासीन्यमभीप्स्यतां, जनकूपानैर्ष्यमुत्सृज्यतां
 शैतोष्णादि विषह्यतां, न तु वृथावाक्यं समुच्चार्यताम् ॥

بھوک کو ایک روگ سمجھو۔ بھکشا میں جو بن جائے اس پر قناعت کرو۔ سوارشٹ بھوجن کی بھکشا مت مانگو۔
 جو کچھ تمہیں اتفاق سے مل جائے اُسی پر سنتوش کرو۔ اپنے من کو بے لاگ رکھو۔ نہ کاہو سے دوستی نہ کاہو سے بیزاری، اگر کسی کو ایک سامان سمجھو۔ بیہودہ اور بے مطلب کی باتیں کہنے سے گریز کرو۔ کیونکہ یہ مٹور کھتا ہے۔

اکانتے सुखमास्यतां, परतरे चेतः समाधीयतां
 पूर्णात्मा सुसमीक्ष्यतां, जगदिदं तदबाधितं दृश्यतां
 प्राक्कर्म प्रविताप्यतां, चित्तिबलान्नाप्युत्तरैः क्षिप्यतां
 प्रारब्धं त्विह भुज्यतां, प्रथ परब्रह्मात्मना स्थीयताम् ॥

ایکانت میں بڑے آرام سے بیٹھ جاؤ۔ اپنے من کو پار برہم سے اکاگر کرو۔ سرشٹی میں اتم کی رچنا دیکھو۔
 گہین پہنچتی کرو۔ سخت کمروں کو دور پھینک دو تم بھوشیہ سے متاثر نہ ہو گے۔ بار بار بدھ کو سمپت کر دو۔
 اپنی آتما کو پار برہم پر مائیں لین کر دو۔

وقت

زندگیتھی سنو ورنیہادی

اوم



جب وقت نکل جائے پھر بعد کو کیا ہونا
 اک وقت معین ہے تیشویش سے کیا ہونا
 مٹی جسے سمجھتے دراصل وہ لکھا سوتا
 مرق کے جیسے بھی تو اس زلیت سے کیا ہونا
 جو چیز نہ ہاتھ آئے اُس کے لئے کیا ہونا
 لکھا بیج محبت کا ہرگز نہ یہاں ہونا
 اس عالم فانی میں کیا صبر و سکون کھونا
 اب عالم پیری میں منہ اشک سے ہے دھونا
 اک روز تو شکو بھی اس خاک میں ہے سونا

بیکار ہے سر دھتا۔ بیکار ہے جی کھونا
 یہ عمر کی گھڑیاں ہیں گھٹتی ہیں تو ٹھٹھنے دو
 افسوس جوانی کی کچھ قدر نہ کی، ہم نے
 افتاد و مصائب سے ہم ٹھٹھ نہ سکے ہرگز
 ہر ذرہ یہاں کا ہے گو بیش بہا لیکن
 مطالب کی یہ دنیا ہے افسوس نہ ہم سمجھے
 وہ آگے ہوں یا پیچھے جائیں گے سبھی اک دن
 سب عمر یوں ہی گزری کچھ کام نہ کر پائے
 نازاں ہو غبت ستور اس زلیت دور روزہ پر

صلح کہ جنگ؟ گنگا ترنگ

(سوامی رام)

زبردست اعتراف۔ تینیسن TENNYSON نے ایک جگہ لکھا ہے۔

”یعنی جو کچھ میں نے دیکھا یا سنا میں خود اس کا ایک رکن اعلیٰ تھا۔“ البتہ یہ منقولہ تو قابل تسلیم ہے۔ کیونکہ کوئی چیز محسوس نہیں ہو سکتی جنگ کہ ہم اسکی موجودگی میں ایک جزو عظیم (یعنی دانشمند) نہ بنیں لیکن ہتھارایہ کہنا کہ جو نظر آتا ہے۔ ”کل میں ہی میں ہوں“ یقین کا دامن توڑتا ہے۔ دیکھئے! اشیاء کے نظر آنے میں نہ صرف ہتھارایہ دیکھنا ہی لازمی ہے۔ بلکہ ہتھارے جسم سے باہر کسی مستی کا موجود ہونا بھی اشد ضروری ہے۔ اگر سامنے کچھ نہ ہوگا تو ہمیں پتہ دریا مکان وغیرہ کبھی نظر نہ آئینگے۔ اگر ہتھاری طاقت شنوائی پر کوئی باہر سے اثر ڈالے۔ اسی قوت موجود نہ ہوگی تو لاکھ کان کھول کھول کر دھیان پڑے دہرو۔ کچھ سنائی نہیں دینے گا۔ اگر ہتھارایہ خیال سب کچھ ہے۔ تو پانی پانی کا تصور جانے سے پیاس کیوں نہیں بجھایا کرتے؟ اگر کان آگے ناک دیکھ پر باہر سے کچھ اثر نہ پڑے تو کبھی کچھ محسوس نہ ہوگا۔ اور اگر اندرونی طاقت عمل نہ کرے تو کبھی اشیاء تو قلموں تاریکی عدم میں رہیں گی۔ جیسے ادھر ڈیرا کی ریگ اور ادھر دیاسلائی کے مصالے کی رگڑ سے آگ نمودار ہوا ہے۔ ویسے ہی یہ سرو کا بوتلا بحیثیت سرو باہر اور اندر سے عمل اور جواب عمل کی بدولت موجود ہوتا ہے۔

جواب۔ (از رام) رام آپ کے خیال کو واضح کر کے جواب دیتا ہے۔ عید کا چاند بہ حیثیت چاند تب نمودار پر تیش ہوتا ہے۔ جب میرا خیال وہاں لڑتا ہے۔ لیکن خیال لڑنے سے پیشتر بجائے چاند کچھ نہ کچھ موجود تھا جس نے بصارت پر عمل یا اثر کیا۔

کیا یہ چاند تھا؟ ہرگز نہیں۔ چاند تو خیال لڑنے کے پیچھے ظہور میں آیا۔ خیال لڑنے سے پیشتر اسکی مستی کی بابت صرف اتنا ہی کہا جاسکتا ہے۔ کہ یہ منبع تاثر ہے۔ پس اس کو جیتن کہنا بجائے۔

اس طرح مندرجہ حیثیت مندرجہ موجود ہوتا ہے۔ جب ہتھاری طرف سے جواب عمل REACTION غور کی صورت میں سرزد ہوتا ہے۔ ورنہ دراصل پہلے جیتن ہی جیتن ہے۔

کیرتن (نغمہ) بحیثیت کیرتن کب پیدا ہوا؟ جب تم نے خیال کا دم دھکا کیا پہلے نیست تھا؟ نہیں۔ عمل کنندہ جیتن ہی جیتن تھا۔

سیدہ! انگور خوش ذائقہ کب کھئے؟ جب تم نے توجہ مبذول فرمائی۔ ورنہ جیتن ہی جیتن ہے۔ رشیم اس قدر نرم اور صاف کیسے ہوا؟ کتھارے میراث (چھوٹے) کے باعث۔ ورنہ جیتن ہی جیتن ہے۔

سوال :- مانا کہ ہمارے توبہ دینے کے بعد میں عابد یا گنگا نظر آئی۔ اہم کیونکہ کہہ سکتے ہیں کہ چاند یا گنگا پہلے ہی سے موجود نہ تھے۔

جواب :- پدارتھ (شے) بہ حیثیت پدارتھ تب موجود ہوا جب باہر سے جپن کے عمل کا متہا رہے اندر سے (خود توجہ کی شکل میں) جواب ملا۔ جیسے شیشے میں عکس صرف تب ہویدا ہوا۔ جب شیشہ میں منہ دکھایا گیا شیشہ میں منہ دیکھنے سے پہلے تہیں کوئی اختیار نہیں کہ شیشہ میں رخسار کی موجودگی کو فرض کر لو۔

پنجاب کے ایک گاؤں کے باہر رات کے وقت وہاں لڑکوں میں کھیلنے کیلئے شرط بندی کہ چونسٹا کا اس وقت قبرستان میں جا کر ایک ٹھونڈی گاڑاؤں۔ اس کی پہاڑی ماپیں گے۔ ایک بٹے کا لڑکا بھی کے مارے تیار ہو گیا۔ اور قبرستان کی طرف چلا تو سہی۔ پر مارے خوف کے جان ٹھٹھی میں آ رہی تھی۔ دل دھڑک رہا تھا۔ پہلے تو قبروں کے گتوں کو اندھیرے میں دیکھ کر ڈرا۔ جنگل کی سلسلا ہٹ سے سراپہ ہوا۔ جب لڑکی کو پتھر سے ٹھونکنے لگا تو تذبذب اور دہشت نے جو اس باختہ کر دیئے تھے۔ اس کی دھوتی کا دامن کھنٹی کی نوک سے اڑ گیا۔ کھنٹی کے ٹھونکنے ٹھونکنے دھوتی بھی زمین میں دھستی گئی۔ جب واپس جانے کو اٹھا تو کپڑے کو سخت کھینچ آئی۔ وہم سے ڈرا دلی صورتیں تو پہلے ہی آنکھوں کے سامنے بھر رہی تھیں۔ لڑکا لڑکا گیا دیکھ کر بے اختیار چھین مارنے لگا۔ سخت مہلانے لگا۔ پر منہ سے صرف بھو بھو... نکلا تھا کہ بیوقوف ہو کر گریڑا۔

کیا یہ جھوٹ باہر سے آیا۔ کہ اندر سے؟

اے غریب! جھوٹ کا مالک (بھوشنکر) تو ہی ہے۔ جن (جھوٹ) اتیری اکٹھ سے پیدا ہوا۔ تیرے اشارے سے موجود ہوا۔ کپڑا بھی کسی غیر نے نہیں کپڑا۔ تو نے خود زمین میں گاڑا ہے۔ خود کردہ کرتوت پر او دیا چھ معنی! "

یہی حال ان لوگوں کا ہے۔ جو جہل (الگیان) کی تاریکی میں محسوسات کی قبروں پر شبنمی کے مارے ٹھونٹی گاڑنا چاہتے ہیں۔ اندر سے قافیہ تنگ ہو چکا ہے۔ اوسان خطا ہو رہے ہیں۔ شش و پنج میں پڑے ہیں۔ پر باہر سے جوت پر چوٹ براہر لگاتے جاتے ہیں۔ مہو اور کام کی ٹھونٹی گاڑے جاتے ہیں۔ یہ دیکھتے ہی نہیں کہ ایسا کرنے سے اپنی حقیقی عزت کو مٹی میں ملتا رہے ہیں۔ اور اپنے نہیں خود گرفتار کر رہے ہیں۔ تپوں کی کھٹکھا ہٹ سے ہوا کی مہارٹھ سے دم سپ دم نہیں رہنے باتا۔ گاہ بگاہ چونک پڑتے ہیں۔ "ہائے ظلم! ہائے ستم! ہمارے گئے ہائے گئے۔" اور محسوسات کے قبرستان سے مراجعت کرتے وقت (یعنی بوقت نزع) تو گویا موت لکھ بیٹا اور رگڑ سے دکھ پاتے ہیں۔

اے وارثانِ نور معرفت! تم اپنے ہی وہم کے کیل سے خود موت، جگرے جاؤ۔ تمہیں کوئی کھینچنے والا نہیں۔ یہ پنج (پانچ) جھوٹ (غناصر) تمہارے بنائے ہوئے ہیں۔ جھجکا اور خطرہ رفع کرد۔ تمہارے کھنٹی گاڑتے گاڑتے جوت نمودار ہوتا گیا پہلے کوئی جھوٹ نہ تھا۔

سوال :- جب ہم نے دیکھا تو چاند یا گنگا نظر آئے اب کیا ہم انومان سے نہیں کہہ سکتے کہ وہاں پہلے بھی چاند اور گنگا ہی موجود تھے

جواب۔ انومان یہاں کیونکر چل سکتا ہے۔ ویاتیقی (راس اوسط) MIDDLE TERM کہاں سے لاؤ گے؟ اوہرن (مثال) کیسے پیدا کرو گے؟ جو شے ہے وہی چہن ہے تھکر دیکھنے سے شے (پڑا تھ) ہے سوال۔ آپ کیونکر کہہ سکتے ہیں کہ یہ دیوار میرے خیال (جواب غس) کی بدولت پیدا ہوئی۔ اور صرف دید پرید (درشی سرشی) ہی ہے! اس اسکو ہاتھ سے محسوس کر سکتے ہوں۔ اسے ٹھکار کر آواز سن سکتا ہوں۔ زبان سے چاٹ سکتا ہوں ناک سے سونگھ سکتا ہوں۔

جواب۔ اٹھ کی راہ تھکاری برتی (خیال) بنم یا سخت بن براتی ہے۔ سامہ کی شکل میں تمہاری برتی (غور) دیوار کا آواز بن نکلتی ہے۔ سامہ کی حالت میں تمہاری توجہ ہی جو محسوس کرتی ہے۔ اسی طرح ذائقہ بہ حیثیت ذائقہ باہر سے نہیں آتا۔

سوال۔ اگر ہمارے خیال سے سب ظہور میں آتا ہے۔ تو ہم یہاں چاند دیکھ رہے ہیں۔ ہمارے کہنے سے وہاں سورج کیوں نہیں دکھائی دے رہا؟ جس کو آج ہم نے کالج دیکھا ہے۔ وہ کل گنگا کیوں نہیں نظر آیا؟ جواب۔ آپ کے اس جملے سے یہ صاف بتایا جاتا ہے کہ "مقام" (مکان۔ دیش) SPACE ہمارے خیال سے باہر کوئی شے ہے۔ "مکان" کو آپ نے فضا ترظاس ایسا تسلیم کیا ہے جس پر خیال کی تصویریں ہمارے ذہن سے نکل سکتی ہیں۔ اسی طرح جو آج کالج ہے۔ وہ کل گنگا کیوں نہیں ہو جاتا؟ اس سے ظاہر ہے کہ آپ نے ٹائم (راج یا کل وغیرہ) کو ہمارے اختیار سے باہر تسلیم کیا ہے۔ اور صرف صورت منظر کا ہمارے خیال میں ہونا مانا ہے۔

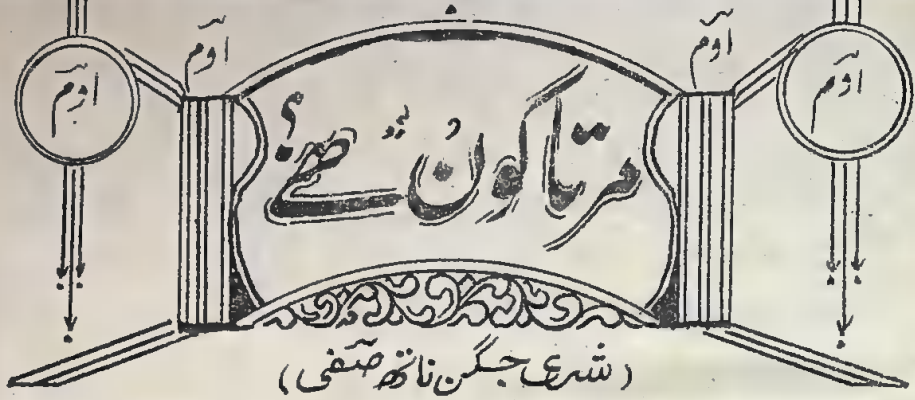
پس یہ سوال انجناب کا ظاہر کر رہا ہے کہ آپ نے پیدائش کے دعوے کو سمجھا ہی نہیں۔ ویدانت تو یہ بتاتا ہے کہ نہ صرف چاند و سورج اور کالج گنگا میرے ذہن سے برآمد ہوتے ہیں۔ بلکہ خود دیش اور کال بھی میری دید پرید ہیں۔

اس رمز کو نہ سمجھنے کی وجہ غور مایہ ہوتی ہے کہ لفظ "میں" کا مفہوم اصلی عام لوگوں کی سمجھ میں بحث پٹ نہیں آتا۔ بار بار اس لفظ "میں" کے معنوں میں گڑبڑ کرتے ہیں میں کا اہدہ چوٹی اندر لکھ دی کے درمیان طالع نہیں ہے۔ میں کی وسعت سارے تین ہاتھ نہیں۔ میں کا حدود اربعہ لا انتہا ہے۔ جیسے سوہن میں اس میں کے اندر ادھر ایک ہندہ فقیر یا امیر نہ ملتا ہے (ویشٹھی) ادھر ملک و صحر کوہ و دریا موجود ہوتا ہے۔ (شمشٹھی) ویسے جاگرت میں اسی ایک "میں" کے اندر ادھر SUBJECT

ایک شخص ہیں INDIVIDUAL ظاہر ہوا آتا ہے۔ ادھر تمام دنیا نمودار ہوتی ہے (OBJECT) اور ویش کال و ستو ایک فرد بشر SUBJECT کے اندر داغ میں اُگ ٹپتے ہیں۔ ادھر دنیا بھر میں موجود ہوتے ہیں۔

خواب میں اگر آپ شیر سے مغلوب ہو جاتے ہیں تو کیا شیر آپ کا خیال خواب نہیں تھا؟ ادھر مغلوب جسم آپ کا خیال تھا ادھر غالب شیر آپ کا خواب تھا۔ حقیقتاً آپ کے اپنے آپ میں سب کو تاک مفرغ ہے۔

جاگو اپنے آپ میں۔ تم ہی سب شکلیں تھان شدہ چہن خالق مکیں و مکان ہو۔
(باقی پھر)



وہ نہیں مرتے جو ایشور بھگت ہیں مرتے ہیں جو بس وشنے اسکت ہیں
 پانچ تتوں کا ہوا کیا میں ہے جیون اور مرتیو الوکھا کھیل ہے
 جس نے سمجھا، کام اپنا کر گیا ورنہ موہ مایا میں کھنس کر مر گیا
 بھجتے ہیں جو ایشور کورات دن ہیں دھیاتے اسکو ہی جورات دن
 اُس سے بیگمہ ہو نہیں سکتے کبھی نام چننے وہ نہیں ٹھکتے کبھی
 بھجن میں جو ایشور کے ہیں مگن اسکے ہی چرنوں میں ہو جٹکی لگن
 وہ امر ہیں کال وشن ہوتے نہیں کھاتے بھوسن دھوپ وہ ٹوٹے نہیں
 جس نے اپنے آپ یوں پہچان کر کام اپنا کر لیا یاں آن کر

انت میں نروان پد پاتے ہیں وہ

ایشور میں لین ہو جاتے ہیں وہ

چہل درویش

مصنف: منشی مسورج زارین تھر

نوٹ :- رسالہ اوم میں پیشتر ازیں چودہ کہانیاں مسلسل شائع ہو چکی ہیں۔ اب پندرہویں سادھو کی کہانی ناظرین اوم کے پیش نظر ہے۔
کتاب چہل درویش نایاب سرچکی ہے۔ نیا ایڈیشن چھپنے کے کوئی آثار نظر نہیں آتے۔ اس لئے اوم کے خریداران کو چاہئے کہ وہ ان پوچہ جات کو سنبھال کر رکھیں۔ ایڈیٹر

تبصری سمیٹی۔ آپ رتی یا سیری

پندرہویں سادھو کی کہانی

آپ رتی۔ عملی پہلو

اے تھریا درکھ کہ ہے دنیا گزشتہ
مقررہ لے رہتے ہیں یاں خواب کی طرح
تو اس میں چھنس گیا تو بس اندھیر ہو گیا
میرا تو دیکھ دیکھ کے دل سیر ہو گیا

نظم کے ختم ہونے کے بعد ایک سادھو نے کہا۔ مہاراج آپ رتی کی کہتا، میں شروع کرتا ہوں۔ آپ رتی یا ابرام کے لغوی معنی خاتمے کے ہیں۔ اصطلاح میں آپ رتی من کی اس حالت کا نام ہے جس میں کیا اس لوک کے اور کیا اس لوک کے سب بھوگوں کی نمٹنا انسان سیر ہو کر چھوڑ دیتا ہے۔ اور اسے یقین وائق ہو جاتا ہے کہ سب سچ ہے، اس وجہ سے دلہنگی کے لائق نہیں۔ سیراگ میں چیز کو دوش درشتی سے دیکھا جاتا ہے۔ یعنی محض اس نظر سے کہ یہ بُری ہے اس سے پرہیز لازم ہے، آپ رتی میں اسی چیز کو بھوگ کر اور اس سے سیر ہو کر چھوڑ دیتے ہیں کہ ہمارے دل لگانے کے لائق نہیں :

میں نے یہاں متذکرہ کیا۔ لیکن شانتی نصیب نہیں ہوئی، آخر میں نے سوچنا شروع کیا۔ کہ جو آئندہ دلانتی کو نصیب ہونا چاہئے اور جس کا کتابوں میں جگہ جگہ ذکر پایا جاتا ہے مجھے کیوں نہیں ملتا۔ اس میں شاستر کا قصور ہے۔

یا میرا ہے۔ جہاں راج اس نیت کا سہرا لے کر آدمی سوچنا شروع کیا کرتا ہے۔ تو اصلی حال اس سے پھٹا نہیں رہتا۔ چنانچہ میرے دل نے گواہی دی کہ تم نے صرف کتب و بیادنت کے الفاظ پڑھے ہیں۔ انھوں کو کرنے کی کوشش نہیں کی۔ دنیا کی چیزوں میں جیسی نہیں پہلے دیکھی تھی ویسی ہی اب بھی ہے۔ تم خوش خور خوش پوش خوش باش آدمی جیسے آگے تھے۔ ویسے آج ہو۔ روپے کی وہی ہوس ہے، چاہے حلقہ بخت و عزت و حرمت اور نام و شہرت وغیرہ پر جس طرح پہلے جان دیتے تھے۔ ویسے ہی اب دیتے ہو۔ زن و فرزند اور اقارب و احباب میں جو ماموسی پہلے تھی وہی اب ہے۔ بھائی! کیا تاقتہ چالیس برس عمر مرنے کی برابر لٹے بھونگے رہتے ہو۔ اور انہیں سیری نہیں ہوتی۔ آپ رتی پیدا کرو۔ آپ رتی :- اس خیال کے ساتھ دل نے گواہی دی۔ انہیں لذت چیزیں کھانے کا بڑا شوق ہے۔ روز کھاتے ہو اور سیر نہیں ہوتے کیا جانوروں کی سی عادت ڈالی ہے۔ کھایا اور ہاس دیا۔ شاعر کہتا ہے :-

اندروں از طعام خالی دار تا دران نور معرفت بینی

تھی از حکمتی بعلت اس کہ نری از طعام تا بینی

لیکن معدے کو خالی رکھنا اور نور معرفت دیکھنا تو درکنار۔ تم تو اس شعر کے مصداق ہو۔ :-

خوردن یرائے زیستن و زکر کردن است تو معتقد کہ زیستن از ہر خوردن است

پہلے اس کھانے ہی کا علاج کرو۔ دیکھو کس چیز پر طبیعت بہت ڈرتی ہے۔ بازار میں ایک علوانی مٹھائی نہایت نفیس بنا تھا اور آتے جاتے جل بھاتا تو میں اکثر خرید لایا کرتا تھا۔ آج میں نے دو روپے حبیب میں ڈالے اور جا کر علوانی سے سب مٹھائیاں جو مجھے محبوب تھیں لو لری کھروالا۔ ایک کمان میں بیٹھ کر کھانی شروع کی۔ پہلے پہلے تو بہت لذت معلوم ہوئی لیکن کہاں تک آخر میں بھر گیا اور شکم بھی سیر ہو گیا۔ طبیعت نے چاہا کہ ہاتھ کھینچ لو۔ مگر میں نے کہا نہیں اور کھاؤ۔ چنانچہ کھانے گیا۔ نغمہ منہ میں نہیں چلتا تھا مگر چبائے گیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ اب کائی آئی۔ میں نے پروا نہ کی۔ اور ایک لٹو اور منہ میں ڈالا۔ اس کا ڈان تھا کہ تھے شروع ہوئی میں کئی کر کے پھر بیٹھا اور کھانا شروع کیا۔ پھرتے ہوئی۔ اور میں پھر بیٹھا۔ اس طرح نے کرتا کرتا دیوانہ ہو گیا۔ تو میں نے من سے کہا۔ لے بھائی مٹھائی ابھی اور باقی ہے کھانی ہے تو اور کھا لے۔ کل نہیں ملیگی۔ جہاں راج وہ دن ہے اور آج کا دن ہے۔ کھانے کے لذت اور غیر لذت مرنے کا خیال میرے پاس نہیں چھلکنے پاتا جو کچھ ملتا ہے تھوڑا بڑا زیادہ بٹھا ہوا بھلا۔ اسی کو کھا کر شکر کرتا ہوں۔ اور خوش رہتا ہوں :-

کھانے کا علاج تو میں نے کیا۔ میری خوش پوشی اور خوش باشی کا علاج خدا کی طرف سے ہوا۔ میرا کہہ نہایت راستہ و سیراستہ رہتا تھا اور مکلف کپڑوں کی الماریاں بھری ہوئی تھیں۔ ایک رات کا ذکر ہے۔ کہ شیشے کا ایک بیش قیمت لمیت نیز پر سے گر کر پھوٹ گیا اور مٹی کا تیل بھڑک اٹھا۔ بہتری کوشش کی مگر آگ روکے نہ سکی اور وہ سامان آرائش اور کپڑے سب جل کر فنا ہو گئے۔ خیریت یہ ہوئی کہ مکان بچ گیا۔ میں نے اس روز سے عہد کیا کہ کپڑے اور سامان آرائش سب ناش ہونے والی چیزیں ہیں ان میں بدستگسی چھوڑو۔ گزارے کو پھوٹا سا مکان کافی ہے۔ بڑے مکان کا کپ کرنا ہے۔ سامان ضروری درکار ہے نہ کہ دنیا بھر کا۔ اور کپڑے معیوشی پہن لینے کافی ہیں۔ جن سے گرمی سردی کا بچاؤ ہو۔

نہ کہ زنان بازاری کی طرح مرد و صورت ہو کر بناؤ سنگار میں مصروف رہا کرو چنانچہ میں نے اپنا بڑا مکان تو کرایہ پر دیدیا اور خود ایک مختصر مکان میں جا بسنا۔ صرف ضروری چیزیں ساتھ رکھیں۔ تجربے سے معلوم ہوا کہ جو لطف اور اطمینان طبع سادگی کی زندگی میں ہے وہ تکلفات میں ہرگز نہیں ہے۔

اس طرح کچھ کچھ اطمینان و نہما ہوا تو میں نے سوچا۔ اب دیکھو اور کس چیز سے آپ رقی پا سیری درکار ہے۔ مال و دولت کا خیال بشرط کے دل پر طاری رہتا ہے۔ اور میں بھی بندہ ذوق تھا۔ اتفاق سے ہمارے محلے میں ایک بڑھا براہمن رہتا تھا۔ سب کو معلوم تھا کہ یہ مالدار آدمی ہے لیکن ایسا منحوس اور کنخوس تھا کہ تجانوں کے گھر سے کھانا اور کپڑا مانگا لاتا اسی میں گزارا کرتا۔ اور دھڑی پاس سے نہ نکالتا۔ پھر تماشہ یہ کہ اکیلی جان جو رو نہ جاتا اللہ میاں سے لاتا۔ ایک رات اس کے ہاں چور آئے اور کوڑی کوڑی لے گئے۔ صبح چٹھا رو رہا تھا۔ میں نے بھی دیکھا اور سفہ دل پر لکھ لیا کہ مال اعتبار کے لائق چیز نہیں ہے۔ جو شخص اس میں دلبستگی کرتا ہے وہ بڑی غلطی پر ہے۔

تخصیص کیا تو ہے تحفظ کا خیال محفوظ رہا تو صرف کا ہے جنجال
آنے بھی رنج اور جانے میں بھی رنج لعنت تھ پر ہزار رکت اے مال
لکھتی سا ہو کاروں کے دیوائے لکھ جاتے ہیں اہم کہہ آدمی بھی یک مانگنے لگتے ہیں بھائی لیان آئندہ دولت
کس کی ہوئی اور کس کی ہوئی۔

جاہلیت و دولت کی محض رسوائی ہے تو نے کس سے طبیعت اٹکائی ہے
اسخوش میں آج اسکی ہے کل اسکی ہے اے تہرہ بیسوا تو بہر جانی ہے
دولت کا فائدہ صرف اتنا ہے کہ آدمی کی اپنی ضروریات پوری ہو جائیں یا وہ خیرات کر کے مستحقین اور محتاجین کی ضروریات پوری کرے۔

کام آسبگی خیرات جو کر جائے گا خیرات سے گھٹ تیرا نہ زر جائے گا
پیا سا پانی جو پی لے دریا سے تہر پانی دریا کا کیا اتر جائے گا

صندوق میں بند ہے اگر کیسہ زر یا اس میں مقفل ہے بڑا سا پتھر
روزوں کیساں ہیں آنکھ میں میری تہر محتاج کو دے تاکہ کھلے قیمت زر

دولت کے روز بیٹھ کر کھائے گا یا ساتھ اے باندھ کر لے جائیگا
کیا کرتا ہے صندوق میں اے فاقہ بند گراہ خدا میں خستہ چہل پائیگا

اس طرح زندگی بندگی سے طبیعت کو آزاد کیا۔ خیرات کرنی شروع کی۔ محتاجوں کو اعزادی اس سے دل میں شافی

سی آنے لگی۔ اب مجاہد، مرثیہ اور عزت کی طرف توجہ کی، بہار سے جتنے میں ایک اعلیٰ افسر سرکاری رہتے تھے۔ یہ بڑے معزز اور صاحبِ رتبہ شخص تھے۔ ہر روز ان کے مکان پر جمع رہتا تھا۔ امیر دیکھ آیا کرتے تھے۔ ان کا مزاج ایسا آسمان پر رہتا تھا کہ ہم جیسے متوسط درجے کے لوگوں کا تو سلام بھی نہیں لیتے تھے۔ اتفاق سے ایک مقدمے میں بھینس گئے۔ پولیس کے سپاہی آکر اور ہتھکڑیاں ڈال کر لے گئے۔ دم کے دم میں وہ منعصب اور عزت سب خاک میں مل گئی۔ بعد میں پانچ برس کے لئے جیل خانے بھیجے گئے۔ پانچ صفحہ دل پر لکھ لیا۔ کہ عزت نافرمانی والی چیز ہے۔ دبستگی کے لائق نہیں ہے۔

عزت کچھ چہرے نہ ذلت کچھ تیز کچھ بھی نہیں فرق ان میں ہے یار عزیز
جب موت نے خاک کر دیا دونوں کو ہوتی نہیں شاہوں کی گداؤں سے تمیز
ہمارا جی اسی طرح ہوا دموس اور مامنی کی اور باتیں میں نے لیں اور سب پر غور و فکر کر کے من کو آپ دست کیا
اگر سب کا بیان کروں تو ایک دفتر درکار ہے۔ اس وجہ سے اپنی آخری کتھا کو سن کر کتنا کتنا ہوں شہر میں دبا
پھیلی ہوئی تھی۔ اور اسی میں میری پیاری بیوی کا زیہ تھا ہو گیا۔ توفیق۔ اقارب اور احباب میں سے کسی نے نہ کوئی نہ بھی
نہیں دکھایا۔ کچھ تو بیوی کے مرنے کا رنج۔ کچھ ان لوگوں کی دکھائی۔ میں دنیا اور دنیا کے لوگوں سے سیر ہو گیا، اور
میں نے سوچا۔

اپنا تو بچھا ہے اور پرایا ہم نے سو بار ہے سب کو آڑا یا ہم نے
اسے فہر ہوتی کا ہے زمانہ ساکتی بگڑی کا کوئی یار نہ پایا ہم نے

پہلا سا تہہ کا زمانہ نہ رہا وہ جہر و محبت کا زمانہ نہ رہا
بریگانہ نہ تھا میں آفتاب میں جتنے دنیا میں مگر کوئی یگانہ نہ رہا

بیوی کے مرنے کا مجھے سخت رنج آتا تھا۔ لیکن میں نے بچا سے کام لیا۔ اور سوچا کہ سنسار پھینا ہے۔ البیور نے
اسے رچا ہے سب زن و مرد خدا کے بنائے ہوئے ہیں۔ کچھ میرے تو نہیں۔ خدا نے ہی کہیں بیوی دی تھی۔ خدا ہی نے لے لی
کیوں میرا تیرا کر کے رنج اٹھاتے ہو۔ ایک روز خود تھا راہم اسی طرح لکڑیوں میں جلتا ہوگا جس طرح بیوی کی لاش آپ
چھونک آئے ہو۔ اس جہم خاکی کا پندار بھی چھوڑو اور اس سے بھی آپ رت ہو جاؤ۔ کیونکہ دنیا کی اور چیزوں کی طرح یہ
بھی فانی ہے۔ غرض ہمارا جی جس چیز میں ہوس اور مامنی کا امکان تھا۔ میں نے سب کو نگاہِ تعمق و عبرت سے
دیکھا اور یہی دیکھا کہ نہ کسی کو قیام ہے۔ نہ کسی کو دوام ہے۔ ان گزشتہ چیزوں میں کیا دبستگی کرنی۔ ہوس کا دامن
دراز ہے۔ اس کو جس طرح اپنے سمیٹنا چاہتے۔
شاعر کہتا ہے

تنبیہ اہل ہوس

دُنیا کی ہوس کمال نادانی ہے اس میں اے اہل ہوس پریشانی ہے
 دیکھا ہے جیسے ہم نے اُسکو آئینہ کی طرح بس یہ دیکھا کہ سخت حیرانی ہے
 کیا حیرت ہو اسے فائدہ ہو اے دوست انجامِ حیرت ہے پریشانی ہے
 پریشانی میں تبصر کی لکھا ہے یہی موت ایک ایک روز پریشانی ہے

جسم خاکی میں کس بجائے پندار یہ ٹیری امانیت کر لگی تجھے خوار
 کہوں وہم خوی کے طالبِ خاکی میں رہنے کا مکان ملکیں نہیں ہے زہنہار
 گویا بیگنا ایک دن یہ مٹی کا گھر قائم نہ رہے گا کر تدا میر، مراد
 کچھ بنیاد اس عمارت کی ہے روز اول سے یاں مرایانی ہے

یوں ناز نہ کر حواس کی صحت پر ہیں آج صبح کل کی ہوس کو ٹیر
 آنکھیں روشن ہیں آج تاروں کی طرح کل ضعف بھارت سے نہ آئے گا ٹیر
 زندانِ زمانِ دُشوار آج اچھے ہیں لیکن کل ہوگا حالِ ان کا اتر
 ہے انکی بھی مثلِ جسمِ ہودی بنیاد اہید قسارِ سخت نادانی ہے

کہوں رہا ہے تجھ کو فکرِ تعمیر مکان آخرا ایک روز چھوڑ جانا ہے یہاں
 نہ رہے خیال بھی کبھی بدل میں تیرے یعنی ہے جہانِ پیچر وزہ گزراں
 کیا سر پہ مکان اٹھا کے لے جائیگا جس روز تم کو قح کا یاں آسماں
 تو جائیگا تو ساتھ گھر جائیگا رہتی پھر کس لئے پریشانی ہے

ساز و سامان کا شوق ہے لافِ مجلس اسکی جانب کبھی نہ کر دلِ مائل
 اسبابِ پریشانی سے خاطر کا ہے اسبابِ تیرے مکان کا اے جاہل
 کیا کرتا رہے جمع چھوڑ جانا سب تنہا چلنا ہے تجھ کو سوئے منزل
 آیا تھا تو کچھ ساتھ نہ لایا تھا یہاں جائیگا تو پھر بے سرو سامانی سے

اچھا نہیں شوق جامہ زریں ناداں
یہ کوٹ پر تیلوں نہیں نفع رساں
جب بت نے ٹھہرا نہ کدو شکستہ
کام آئیگی کچھ نہ تیری کپڑے کی دگلاں
دو گز کفن انجام میں مل جائے گا
انجام ہی ہے جامہ زریں کا یہاں
وہ بھی کپڑوں کا ہو گیا جب لقمہ
تو دہریہ تو ہے اور عربانی ہے

(۰۰۰۰۰)

اچھا نہیں ہے محض ہوس شوق طعام
یہ شوق ہے وہ جس سے ہر انسان بدنام
کھا تا ہے تمام دن نہیں ہوتا سیر
بھڑنا نہیں پریٹ صبح بھڑتا نہیں شام
بکری ہے کہ تو بیل ہے یا ٹھوڑا ہے
چرنے کے سوا تجھ کو نہ دیکھا کچھ کام
مرتد میں تجھے کھا سینکے اک دن کپڑے
انجام میں یہ کھانا ہے یہ پانی ہے

(۰۰۰۰۰)

کیا فائدہ گر تو نے فراہم کیا ماں
کچھ سوچ تو اس ماں کا کیا ہوگا مال
آیا تھا تو دونوں ہاتھ خالی تھے تیرے
جائے گا تو غالی ہیں پھر اے فرخ خال
دلائی میں کو نکلوں گی یوں کا لے ہاتھ
کیا کرتا ہے یہ خیال ہی دل سے نکال
مغلس کی طرح امیر کو بھی اک دن
دو گز چادر کفن کی مل جانی ہے

(۰۰۰۰۰)

کیا فائدہ گر دل بھی گئی عورت و جاہ
یوں دشت ہوس میں ہونہ ہرگز گمراہ
وہ بھولے ہیں راہ پہنچے کب منزل پر
بے ایسے مناظر یہ فقط جن کی نگاہ
یہ جاہ منہ صدمہ نہیں کام آسینکے
جب نزع کے وقت ہو گیا حال تباہ
ہوں تباہ منہ صدمہ ہوں تباہ و زلیل
دنیا دونوں کے واسطے فانی ہے

(۰۰۰۰۰)

بے ناز شرافت کا سرا سر ہے جا
میں نے دیکھا ہے اسکو بیکسر بے جا
یاں کون شریف اور ہے کون زلیل
اے دوست تو دھوئی نہ کیا کربے جا
ہو گا مضموم خاک ہو کر اک دن
یہ خنجر تجھے قبر کے اندر ہے جا
جب خاک میں خاک ملگتی دونوں کی
تو ایک گدا و ظل سبحانی ہے

(۰۰۰۰۰)

تو نے سمجھا ہے جن کو اپنا احباب
ہونگے وہی اک لڑتیری جان کو عذاب
یہ یاد نہیں ہیں بواہوس ہیں عتیار
اسکے میں فقط یار شراب اور کیا اب

مطلب کا زمانہ ہے غرض کا بدلہ تو اپنی زندگی اندھ کمران میں خراب
کیوں حق سے بدلہ کھچے تو انکی طرف جو یار ہے تیرا دشمن جانی ہے

(بیڑہ)

اولاد و اقارب ہے جھکوا الفت سمجھا ہے کہ بیکرتے ہیں چھ شہوت
آگے کیا کرتے ہیں گوتھے کو سلام پر ہے یہ سلازم روستائی حضرت
سب تالاب گور چھوڑ آئینکے تجھے ہے اتنی رفاقت کی نقطہ ماہیت
اعمال ہی ساتھ جائینگے اے غافل کچھ انکی بھی قدر تو نے پہچانی ہے

(بیڑہ)

ہے جان و دل سے بندہ دنیا تو مستوق ہے دنیا تیری اور شہید تو
اس طرح سے مائل تجھے دیکھائیں نے کھو بیٹھا ہے اسکے شوق میں عفتی تو
دنیا نے مگر ساتھ دیا ہے کس کا چھوڑ اس کا ساتھ ہے اگر دانا تو
آخر یہ چھوڑنی پڑے گی اک دن خود چھوڑ دے اسیں جھکوا آسانی ہے

(بیڑہ)

آہ تیرا ہوس بُری ہے بھول نہ کبھی اسکو چھوڑو یہی ہے شرط مردی
رہنا نہیں دنیا میں تمہیں چلنا ہے موت ایک نہ ایک دن ضرور آئیگی
دانا ئی اسے کہتے ہیں گری میری سنو اُس دن کیلئے آج سے ہر تیار
جب وقت گزر گیا تو بچتا آگے بے فائدہ اس وقت پشیمانی ہے

(بیڑہ)

ان خیالات نے مجھے شانتی دی۔ اور چونکہ میرا لڑکا بڑھ رہا تھا اور بیوی کے نہ
رہنے سے اب گھر سے سروکار نہ رہا تھا۔ میں نے اپنے گورو کی آگیا سے سنیا
دھارن کیا۔ اب میں آزادانہ زندگی بسر کرتا ہوں۔ وچار نے مجھے اپ رتی کی
نعمت بخشی۔ اپ رتی نے مجھے شانتی دی۔ اور شانتی نے جیون مہکش کا پد
بخشا۔

(بیڑہ)

نوٹ۔ رسالہ اوم ہر ماہ کی ۲۹ یا ۳۰ تاریخ کو نہایت پابندی وقت کے ساتھ ہر ایک
خریدار کو بھیجا جاتا ہے جس سجن کو وقت پر پہنچ نہ سکے اس کا فرض ہے کہ میں 5 تاریخ کے بعد اور 10
تاریخ کے اندر مطلع کرے۔ ہم ہر دو بارہ بھیج دینگے۔ خط و کتابت کرتے وقت اپنا خریداری نمبر کا حوالہ ضرور دیں۔ غیر

ہر بھارت کا بن پرپ

ادم

قسط دوم

اس سلسلے کیلئے ہر چوں لائسنس
فرم ہے۔

بن پرپ

ادم

(بھگوان کرشن کا پانڈوروں سے بن میں ملنا اور اس کی شانت)

دیشتم پائرن جی کہتے ہیں۔ جینجی! جب بھوج درشن، اندھک دلتش کے پانڈو، پنچال کے دھرشٹ دیو میں۔
پھیری دلتش کے دھرشٹ کیتو اور کیلے نریش کو یہ پتہ چلا کہ پانڈو بے حد دھکی موکر یا بھدھانی سے چلے گئے ہیں اور
کا ایک بن میں نوس کر رہے ہیں۔ تب وہ کوروں پر بہت کروزہ کے ساتھ انکی نندا کرتے ہوئے، اپنا کرتویہ
نشتیوت کرنے کے لئے پانڈوروں کے پاس گئے۔ بھگوان کرشن کو اپنا نیتا بنا کر دھرم راج یدھشٹر کے چاروں
طرف بھیجے گئے۔ بھگوان کرشن نے یدھشٹر کو منسکار کر کے بڑے دھک کے ساتھ کہا۔ راجا! اب یہ بات لچھوت
ہو گئی ہے۔ کہ پھقوی دشت زریوہن! اور اسکے سہایکوں شگنی درشن اور کرن دیوہ کا خون پئے گی۔ یہ سنا سن دھرم ہے۔
کہ چونش دھرم سے کی دھن سمنتی دھو کے سے پھین کر سٹھ بھوگ کر رہا ہے۔ اسے مار ڈالنا چاہئے۔ اور ہم لوگ اکتھے ملکر
کرن اور اسکے سہایکوں کو یدھ میں مار ڈالیں اور دھرم راج یدھشٹر کو راج گدی پر بٹھائیں۔۔۔

ارجن نے دیکھا کہ ہم لوگوں کے دھک کو نہ سہن کرتے ہوئے بھگوان کرشن کروزہ میں آگئے ہیں۔ اور اپنا کال روپ
پرگٹ کرنا چاہتے ہیں۔ تب انہوں نے بھگوان کرشن کو شانت کرنے کیلئے اٹلی استغنی کی۔ ارجن نے کہا۔ شری کرشن! آپ
سب پرانیوں کے انتر آتا ہیں۔ سارے عہد کی پیدائش قیام اور فناء سب آپ سے اور آپ میں ہی ہوتا ہے سب
انتم گتی آپ ہی ہیں۔ آپ نیتہ سروپ ہیں۔ آپ نے بھو ما تر کو مار کر مٹی کے دونوں گنڈل اندر کو دیئے۔ آپنے جگت کا ادھار
کرنے کیلئے ہی منش اوتار لیا ہے۔ پر شتو تم آپ سب جگت کا ادھار ہوتے ہوئے بھی اجنا میں اور جرجر جگت کے
کرتا ہیں۔ آپنے با من روپ رحارن کر کے تین قدموں میں سوروگ پر پھقوی اور پاتا ل لوگوں کو ناپ دیا تھا۔ آپ پرستو
میں اپنی جیوتی کے روپ میں سما کر اسے پرکاشت کرتے ہیں آپ نے دھرم کی رکشتا کرتے ہوئے بال بن میں ہی سینکڑوں
اور ہری راکشسوں کو مار ڈالا تھا۔ آپ سہو تھا سوتنتر ہیں۔ آپ میں راگ دیش ایرشا اور لوبھ بالکل نہیں بے گشتا تبھلا ہو ہی
کیسے سکتی ہے۔ رشی مہی سدا ہر دے میں اپکا جینن کرتے ہیں۔ برہما اور نکر دو فری آپ سے پرگٹ ہوتے ہیں۔ اس پر کار بھگوان
کرشن کی استغنی کر کے ارجن چپ ہو گئے تب بھگوان کرشن نے کہا۔ ارجن! تم ایک ماتر میرے ہو اور میں ایک ماتر تمہارا رموں جو
تم سے نفرت کرتا ہے وہ مجھ سے نفرت کرتا ہے۔ اور جو مجھ سے پریم کرتا ہے۔ وہ مانو مجھ سے ہی پریم کرتا ہے۔ تم نہ ہوا میں نارن
ہم دونوں میں کوئی انتر نہیں ہے۔ ہم دونوں ایک سروپ ہیں جس کے بھگوان کرشن ارجن سے یہ بات کہہ رہے تھے اسی سے
ہمارا فی درو پدی شرن گتوں کے انتر بھگوان کرشن کے پاس آکر کہنے لگی۔۔۔

درو پدی نے کہا۔ دھو سورن! میں نے است اور دیول مہی کے منہ سے سنا ہے کہ دنیا کے شروع میں آپ کیلئے ہی بن کی

کی سہاگت کے لوگوں کی رچا کی پرشورام جی نے مجھ سے کہا تھا۔ کہ آپ اپرا جیت و شغور ہیں۔ پرشوتم ابھی رشی آپکو کشمار دپ کہتے
 ہیں۔ آپ پنج جھوٹ روپ ہیں۔ آپ سب دیوتاؤں کے سوامی اور پریشور ہیں۔ یہ بات ناراجی نے مجھ سے کہی ہے سو لوگ آپ
 کے ہر سے پرہتوی پاؤں سے اور سارے لوگ آپ کے اُرد سے دیانت ہیں۔ آپ ساتن کرشن ہیں۔ دیدا اچھا سہی تپسوی برہمچاری
 سدا اجاری کرپٹھ، شندھ، انتر کرن دے بان پرستھ اور اتم انہیوی سنیاسیوں کے ہرے میں ست سر دپ برہم کے روپ میں
 آپ ہی پرکاشمان ہیں۔ آپ سب رہروں کی پریم گتی ہیں۔ آپ سب کے پرچھو، سر دتا اور سر دھا تپا۔ اپنی شکتی سے ہی سب
 کی شکتی ہے سو لوگ لوگ پاتال، تمارا منڈل دسوں دشائین اکاش چندر ما اور سور سب آپ میں ہی پرستھت ہیں۔ اتنی سھتی اور پرلے
 بھی آپ کے اشارے پر ہی زہر ہے۔ چونکہ آپ سب پراتیوں کے ایشور ہیں اسلئے میں آپ کے سامنے اپنا دھ نوپن کرتی ہوں۔ شری کرشن !
 میں پانڈوؤں کی تپتی ہوں۔ دھ شٹ دیوین کی بہن ہوں اور آپ کی ریا پاتروں۔ مجھ جیسے گرو شالنی اشوری کوروؤں کی سبھا میں بیٹھی
 جائے۔ یہ کتنے دھ کی بات ہے۔ کوروؤں نے دھ کے سہ ہمارا راج چھین لیا۔ دیر پانڈوؤں کو داس بنایا اور دھاؤں کی بھری
 سبھا میں میرے بستر اتار کر مجھے بے عزت کیا گیا۔ دھو سو دھن اس جانہی ہوں کہ گانڈو دھنش کو ارجن ہم اور آپ کے بغیر کوئی نہیں چلا سکتا
 پھر بھی ارجن اندر ہم میری رکشا نہ کر سکے۔ انکے بل اور پر کریم پر لعنت ہے کہ باپ دیوین میری بے عزتی کر کے ابھی تاک زندہ ہے۔ یہ وہی
 دیوین ہے جس نے ان پانڈوؤں کو انکی ماسمیت ہستنا پور سے نکال دیا تھا۔ اسی بھیم سین کو زور دیکر لگا میں بہادیا تھا بھیم سین
 اپنی تہمت سے بچ گئے۔ یہ الگ بات ہے لیکن دیوین نے کوئی کسر اٹھانہ دھئی جس سے میری ساس ان پانڈوؤں سمیت
 دارناوت میں سو رہی تھی۔ اس سے اس دھنٹ زور دیوین نے انہیں آگ میں بھسم کرنے کی ناپاک کوشش کی تھی۔ ایسا نیچ کرم
 بھلا کون شٹ کر سکتا ہے شری کرشن ! میرے کیشوں کو پکڑ کر جاپا پی دھ شائن نے مجھے بھری سبھا میں گھنچا۔ یہ پانچوں زور کہا تے
 سر جھکائے دیکھتے رہے لب تاک ہلانے کی ہمت نہ ہوئی۔ یہ کہتے ہوئے زور دیو زور زور پڑی۔ اسکی سانس لمبی چلنے لگی۔ اس نے
 اپنے آپ کو کچھ سنبھالا۔ دھ گد گدانی سے کروزہ میں بھر کر کہنے لگی۔ شری کرشن ان چارہ جہات سے نہیں میری رکشا کرنی چاہئے۔
 ایک تو آپ میرے بھندھی ہو۔ دھ میرے میں ٹیکہ کی اگنی سے پیدا ہونے کے کارن گرو شالنی ہوں۔ تیسرے تھہاری سچھی بھگت ہوں
 چوتھے تم سر و شک تہمان ہو اور میری ہر طرح سے رکشا کرنے میں سمرھت ہو۔ زور دیو کی اس آرت بانی کو سن کر شری کرشن نے
 بھری سبھا میں دیوؤں کے سامنے زور دیو کو مخاطب کرتے ہوئے کہا : کلیانی ! تم جن کوروؤں پر کروزہ کر رہی ہو۔ وقت آنے
 والا ہے۔ کہ ان کی انتہاں بھی بھوٹ بھوٹ کر تیری طرح ہی روئیں گی۔ کوروو تو بے ہی کال بھیم اور ارجن کے ہاتھوں
 کٹ کر پرہتوی پر سدا کے لئے سو جانیگے۔ میں وہی کام کروں گا۔ جو پانڈوؤں کے انکوٹ ہو گا۔ تم شوک مت کرو۔ میں تم سے
 سچھی تیر تیکہ کرتا ہوں۔ کہ تم راج رانی بنو گی۔ چاہے آکاش بھٹ جائے ہما چل ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے پرہتوی چور چور ہو
 جائے سمند سوکھ جائے لیکن میری بات کبھی جھوٹی نہیں ہو سکتی۔ زور دیو نے شری کرشن کی بات سن کر ٹیڑھی نظر سے
 ارجن کی طرف دیکھا۔ ارجن نے کہا : پریشتم رو مت۔ شری کرشن نے جو کچھ کہا ہے ایسا ہی ہو گا۔ اسے کوئی ٹال نہیں سکتا
 دھ شٹ دیوین نے کہا : بہن ! جب ہیں بلرام جی اور بھگوان شری کرشن کی سہاگت ہے تب ہمارے ہاتھ سے کوروؤں
 کی رکشا خود اندر بھی نہیں کر سکتے۔ اب سب کی دھ شٹ بھگوان کرشن کی طرف چلے گئی شری کرشن نے دھم راج دھ شٹ

کو غیاطب کر کے کہا۔ راجن! اگر اُس سے پہلے درکار کا پس ہوتا تو تمہیں اتنا کشت کبھی نہ ہوتا اگر کردوشی مجھے جوا میں نہ بلاتے تب بھی میں خود وہاں جاتا اور بہت سے دوش دکھلا کر جوئے کا ارتھ روک دیتا۔ دیشیم۔ درونا اچاریہ۔ بابلیک اور بدر کو بلکہ دھرتی سے کہتا۔ راجن! تم اپنے پتروں کو جوا دکھلاؤ۔ جوئے کے دوش سے راجن کو کتنی بیتا اٹھانی پڑی تھی۔ یہ میں انہیں سناتا۔ دہرم راج! اُسی جوئے کی وجہ سے اچکی بوجشا ہوئی ہے۔ اچکی ساری دھن سمیتی اور راج پاٹ جاتا رہا ہے۔ راجن! کھیل ہے کہ اس کے کھیلنے کی بار بار لالسا اٹھتی ہے اور اُس سے پیچھا چھوٹتا نہیں۔ استروں سے زیادہ میل جوا کھیلنا تنکار کا شوق اور شراب پینا۔ یہ چاروں باتیں دکھ روپ ہیں۔ ان سے منش بھر شت ہو جاتا ہے۔ یوں تو چاروں باتیں بُری ہیں لیکن جواران چاروں میں سے سب زیادہ وناش کاری ہے۔ جوئے سے تھوڑے ہی گھنٹوں میں ساری سمیتی کا ناش ہو جاتا ہے۔ دہرم راج! وغیرہ کا دینا بھوکے ہی ناش ہو جاتا ہے۔ اس کے کارن مٹروں اور سکے سمندھیوں میں پھوٹ پڑ جاتی ہے۔ یہ راج دھرتی اشر کو جوئے کے اند بھی بہت سے دوش بتلاتا اگر وہ میری بات مان لیتے تو کوروں کا کلیان ہوتا۔ دہرم کی دیکشا ہوتی۔ اگر وہ میری اس بھلائی کی بات کو نہ مانتے تو میں سختی سے انہیں ڈانٹ ڈپٹ کر جوئے سے باز رکھتا۔ اگر ان کے جوا ری سمہا سد یا مٹرا نیاے دوش ان کی طرف داری کرتے تو میں انکو مار ڈالتا۔ اس سے میرے دوار کا میں نہ رہنے سے ہی آپ نے جوا کھیل کر بیٹھے بھٹائے بیتا سہیڑی۔ آج میں آپ کو اس سیتی میں دیکھ رہا ہوں۔

یہ دھرتی اشر اب لے۔ شری کرشن! جب جوئے کا کھیل ہوا کیا تم اُس سے دوار کا میں نہیں تھے۔ اُس سے کو لسا کا کم کرے تھے؟ شری کرشن نے کہا۔ ”دہرم راج! اُس سے میں شالو اور اُس کے نگر کار سجان سوکھ کا ناش کرنے کے لئے دوار کا سے باہر چلا گیا تھا۔ جس سے آپ کے راجو پیک میں میری پہلے پوجا کی گئی تھی۔ اور ششوپال اپنی نیچتا کے کارن بھری بھیا میں دیر بہتوں سے مار لیا۔ اُس سے میں تو یہاں دھتا اور اُدھر ششوپال کی موت کا سما چارن کر اُس کے ہتر شالو نے میری دھوکا سے غیر امنی کا فائدہ اٹھا کر دوار کا پھر چھائی کر دی۔ وہ اپنے سمان پر بیٹھ کر پڑی نرو دنیا سے دوار کا کے کاروں کا سنگھار کرنے لگا۔ اس نے باغ باغیچے اور اٹاریاں لٹوٹ کر دیں۔ وہ دوار کا میں کھس کر لکھا کھ لگا۔ یاد دوشی مورکھ کرشن کہاں ہے؟ میں اُس کا گھنٹہ چور چور کر دوں گا۔ وہ جہاں ہوگا۔ وہیں میں اُس کے پاس جاؤں گا۔ میں اپنے شستری سوگند کھا کر کہتا ہوں کہ میں کرشن کو مارے بغیر بالکل نہیں لوٹوں گا۔ شالو نے لوگوں سے اور بھی کہا تھا کہ دوشو اس گھاتی کرشن نے میرے ہتر ششوپال کو مار ڈالا ہے۔ اس لئے آج میں اُسے میراج کے حوالے کر دوں گا۔ دہرم راج شالو نے بہت کچھ بکواس کرتے ہوئے دوار کا میں بہت اُدھم مچایا۔ اور سوکھ سمان میں بیٹھ کر میری انتظار کرنے لگا۔ میں جب یہاں سے مل کر دوار کا پہنچا اور وہاں کی دشا دیکھی تو مجھے بہت غصہ آیا۔ میں نے اسکی بھوج شروع کی اس کو توت پر دھار کر کے پریشم کیا کہ شالو کو مار ڈالتی مناسب ہے۔ میں نے جب دوار کا سے باہر نکلی کہ اُس کی بھوج شروع کی تو وہ مجھے سمندر کے ایک بھیا ناک جزیرے کی طرف مہلا میں نے پانچ جہیز نامی اپنے منجھ کو بجا یا اور شالو کو دیکھ کے لئے لکھا۔ وہ طیش نوں میں گھور دیکھ ہوا۔ آخر میں نے شالو کو سمیت اُسکے سوا ایک دانوں کے مار ڈالا۔ یہی

کارن تھا کہ میں اُس سے دو رکام میں نہیں تھا۔ جب میں لوٹ کر دو رکام پہنچا۔ تب معلوم ہوا کہ ہسپتال پور میں جوئے میں پھنس کر کپٹ کر کے آپ لوگوں کو جیت لیا گیا ہے اسی سے میں دہلی سے ہسپتال پور آیا۔ اب وہاں سے آپ کے پاس چل کر آیا ہوں۔

بھگوان شری کرشن نے یہ ہسٹری کے پچھنے پر نشا لو کے ساتھ لڑائی و ستار سے کہہ سنائی۔ اور پھر ان سے واپس دو رکام کا جانے کی اجازت مانگی۔ اجازت بنے پر بھگوان شری کرشن نے دھرم راج یہسٹری کو چھ نام گہرے بھیج دیے۔ ان کے بھگوان شری کرشن جی کا سہر چوہا۔ ارجن کو بھگوان نے گلے لگایا۔ لنگ اور سہادی نے انہیں پر نام کیا۔ دھرم راج نے ان کا سنا کر کیا۔ درویدی نے اپنے افسوس سے شری کرشن کو بھگوان دیا۔ شری کرشن اپنے سونے توکھ میں بھگوان اور اچھیمینو کو بھگوان پانڈروں کو تسلی دے کر دو رکام کے لئے پل پڑے۔ دھرم راج نے درویدی کے پتروں کو ساتھ لے کر اپنے نگر کے لئے کوچ کیا۔ شمشو پال کے پتر دھرم راج نے اپنی بہن کرینوٹی (شک کی استری) کو لے کر اپنی نگر کی طرف یا ترائی سمجھی را جگارا اپنے اپنے ویش کو لوٹ گئے۔ پانڈروں نے بہت سمجھا سمجھا کر اپنی برعیا کے لوگوں کو واپس لوٹایا۔ پھر دھرم راج یہسٹری نے برہمنوں کا سنا کر کیا۔ اور ان سے آگے جانے کی آگیا مانگ کر رتھ پر سوار ہو کر چلے۔

(باقی پھر اگلی قسط میں)

چاہلہ صاحب کی اردو پستکیں

انے مسلم بھائی ۱/۲ روپیہ پریت سنہ 60 پیسے

ایو مینشن آف لائف انگریزی ۱/۲ روپے

SUFFERING A BLESSING ۱/۲ روپے

INSIDE VRINDABAN قیمت ۱/۲ روپیہ

منشی سورج جہر کی پستکیں گیتا مشرق 3/۱

روحانی کہانیاں 4 روپے کلام جہر 3 روپے

تکسی رامائن جہر 1/۲ روپیہ قصائد جہر 1/۱ روپیہ

مثنویات جہر ایک روپیہ (1/۱)

دفتر رسالہ آوم اجیری گیٹ دہلی سے منگائیے

صحیح تشخیص یا فائدہ علاج عمرہ دوائیں کے

حاصل الخاص دانش

پتھوں کی کمزوری رعشا نزلہ زکام اور دماغی

اور بلغم کی زیادتی کیلئے تھکاوٹ کے لئے

قیمت دس گولی قیمت ایک شیشی

تین روپے چار روپے

گاندھی دوا خانہ 152 ڈی کملا نگر دہلی

فون نمبر 229929

دُرگاسیت شستی (منظوم)

دسواں ادھیائے

مسن

از قلم شری لوک ناتھ دِل

اب کرو دھ میں بھر کر شیمہ دیئت
 مانولا کھوں گھن گرج اٹھے
 یہ لگے سوچنے دیوتا گن
 مہا دیوی پر مہا دانوں نے
 ہو گیا ہجر کی چھپاتی پر
 گرتے ہی سنبھل اٹھا وانو
 یولا۔ مانی بنی پھرتی ہو
 مجھ سے لڑتی تو ہو کنتو
 تب مند مند عسکارتے ہوئے
 کیا اور دکھائی دیتا ہے
 پھر بھگوتی نے سب شکیتوں کو
 تب ایک اکیلی ہو کر ہی
 وہ ایک بار تو دیوی سے
 پھر سنبھلا اور سنبھلتے ہی
 اب شکتی شالنی پیچھے کھتی
 تب اتنے کشت میں دونوں کا
 دیوی دُرگا کو لکارا
 اس طرح گریح کے پھنکارا
 سر شتی کا پر لیہ نہ ہو جائے
 دانوں کے بادل برسائے
 مہا شکتی کا شکتی آکھات
 اور چھپٹا جیسے جھنجھیا وات
 چلتی ہو تو اُبھرا اُبھرا
 اوروں کا سہارا لے لے کر
 دیوی نے اس کا اُتر دیا
 ستسلا میں کوئی میرے ہوا؟
 اپنے میں آپ سمیٹ لیا
 دانو پر اپنا دار کیا
 اک بجر کا جھکا کھا کے گرا
 مدہوشی میں لہرا کے گرا
 اور یہ اکاش کی اور اُڑا
 اک مہا بھنیکر یدھ ہوا

پھر کیش پکڑ کر چٹریکائے
 ترشٹول بجرسی پھاتی پر
 پرکھوی آکاش و آنترکھش
 اس دیو اُس سرسنگرام میں
 پر یو ار سہت سب دیوتا گن
 اہل کبج گھوش لگے کرنے
 پرکھوی دھیرے سے شانت ہوئی
 آفتدہی میں دھیرے سے
 گندھرووں نے باجے بجائے
 تریت ہو گئیں اسیرائیں
 سوربہ کی پر بھاموئی اتم
 چہوں اور دشائیں شانت ہوئیں
 شبھ اور شبھ کے مرنے سے
 جے ستیہ کی سدا ستیہ کی کھٹے
 جے درگن ناشنی۔ درگتی ناشنی
 جے دانو دلنی۔ دج سنگھارنی
 جے مہا کالی سے بھی مہان
 جے نہیت کھنڈنی ویرت
 ہر دت سے اُسے پھاڑ دیا
 اے دل! دیوی نے گاڑ دیا
 کانپے۔ وہ ماہا کار ہوئی
 دیوی جیتی اُس کی بار ہوئی
 دیوی پر پھول برسائے لگے
 تر لو کی کو گنجائے لگے
 دھیرے سے ٹر مل لگن ہوا
 سروک سمست نمن ہوا
 اور دیوتاؤں نے گن گائے
 سب دیوتا من میں ہر شائے
 ہو کر پوتر اب وایو چلی
 یگیہ شالاول میں اگنی چلی
 دانو کل مول سے نشٹ ہوا
 غسرتی میں آج سپیشٹ ہوا
 درگ جن ناشنی درگا کی
 درگ پرکاشنی درگا کی
 مہا ماہا کی مہا کالی کی
 نکندنی سپت لوک اُجیالی کی

شریمان تپسوی جی مہاراج

مترجم۔ شری لال بھ چند کوہلی

شریمان تپسوی جی مہاراج ریاست مدھیہ کے راجکار تھے۔ دہلی میں مغل بادشاہ کے ابن الفاظ نے کہ شاہی حکومت کے مقابلہ میں خدا کی عبادت کہیں زیادہ برتر و افضل ہے۔ ان کے دہلی پر بہت اثر کیا۔ وہاں سے وہ ہر دوار پہنچے جہاں اچودھیا کے گورو کی گریا سے روحانیت کے مارگ میں پھل ہوئے رنگوں سے واپسی پر داجنگ کے پاس "اگر تپ" کہیا۔ متھرا پہنچنے میں انہیں 24 سال کا عرصہ لگا۔ یہ عرصہ انہوں نے متواتر "کھڑے تپ" میں صرف کیا۔ اٹھوری سادھو کو سکھشا کے دینے کے بعد وہ اپنے راستہ پر روانہ ہوئے۔ آپ آگے ملاحظہ فرمائیں

اُسی پہاڑی کے دوسرے حصہ میں ایک بھکشو عورت رہتی تھی وہ ہر وقت اپنے پاس ایک تیز خنجر رکھتی تھی۔ اُس خنجر سے اُس نے کئی ایک بد معاشوں کو موت کے گھاٹ بھی اتارا تھا۔ ریاست مہاتما جی کو راستہ میں کسی شخص نے بتائی تھی۔ اس بھکشو عورت کا تعلق بھی اٹھوری سادھوؤں کے فرقہ سے تھا۔ مہاتما جی سیدھے اُسکے غار میں پہنچے اُسکی خدمت تقریباً تیس سال تھی۔ اُس کا جسم مضبوط اور قش و رین دکھائی دیتا تھا۔ وہ خنجر لے کر آتے غار میں بالکل ننگی حالت میں کھتی اُمسکی اُنکبیں چمکدار تھیں اُسکے لیے بالوں نے اُسکی چھاتی کو قدرے ڈھانپ رکھا تھا۔ مہاتما جی کو دیکھ کر وہ کھڑی ہو گئی۔ اور مہاتما جی کو بیٹھ کر کھانا کھانے کیلئے پرارتھا کرنے لگی۔ مہاتما جی نے کہا کہ وہ کھڑے کھڑے ہی کھانا کھالیں گے کیونکہ وہ اپنے برن کے مطابق جو بنناک منظرانہ پہنچ جائیں مٹھ نہیں سکتے۔

جب اُس بھکشو عورت نے مہاتما جی کو کھانے کے لئے چھلی اور چاول پیش کئے تو مہاتما جی نے کھانے سے انکار کرتے ہوئے پوچھا کہ وہ شا کا ہاری کیوں نہیں ہے۔ اُس نے جواب دیا کہ وہ اٹھوری سادھوؤں کے فرقہ سے تعلق رکھتی ہے اور اُسکے لئے چھلی اور مانس کھانا جائز ہے۔ مہاتما جی نے اُسے بتایا کہ اگر وہ مانس اور چھلی کھانا چھوڑ دے اور پورے طور پر شا کا ہاری بن جائے تو وہ اپنی سادھن کی کامیابی حاصل کر سکتی ہے۔ مہاتما جی کے پوچھنے پر کہ وہ بالکل ننگی کیوں رہتی ہے۔ اور خنجر کیوں سنبھال رکھتی ہے؟ اُس نے بتایا کہ اُس کے برن کے مطابق ننگے ہی تپسیا کرنی پڑتی ہے اور وہ اپنے بچاؤ کے لئے خنجر رکھتی ہے کیونکہ کچھ دشمنوں نے اوجیت دیو کو کرنا چاہا تھا۔ مہاتما جی نے کہا کہ جو کچھ آپ کر رہی ہیں ٹھیک نہیں۔ آپ کو اپنے بدن کو ڈھانپ کر رکھنا چاہیے۔ استری کے جسم کو دیکھ کر بڑے بڑے مہاتماؤں میں بھی لغزش آ سکتی ہے اور خواہشات غالب آ سکتی ہیں۔ اس لئے آپ اپنے جسم کو کچھ حد تک ضرور ڈھانپ کر رکھیں۔ خنجر کو چھینٹیا کر دیں اگر آپ یہ دونوں چیزیں جان

رکھیں گی تو ہم آپ کی روحانی سادھائی میں رکاوٹ بن جائیں گی۔ اس جگہ شہنشاہ نے ہاتھامی کا آپدیش بڑے بخود سے سنا اور ان کو اس پر عمل کرنے کا یقین دلایا۔ ہاتھامی نے اسے بتایا کہ انہوں نے ایشور کا حکم سنتے ہی یہ بدایات دی ہیں اسلئے اسے ایشور کا ہی شکر گزار ہونا چاہیے۔ اس کے بعد ہاتھامی اپنے راستہ پر آگے چل دیئے۔

ہاتھامی دگانہ کی دیون سفر کرنے کے بعد کاشی نام کے مشہور تیرتھ پہنچے جو کہ جھگوان شہر کی کا استھان ہے۔ ندی میں اٹھان کرنے کے بعد وہ مندر میں گئے۔ اور شہر کی ہماراج کی پوجا کی۔ وہ جانتے تھے کہ شہر کی ہماراج برہم رُوپ ہیں وہ مندر کے سامنے سادھی کی حالت میں چلے گئے۔ اور بہت دن سادھی کی حالت میں رہنے کے بعد جب انہوں نے اپنی آنکھیں کھولیں تو ایک برہمن انہیں پرنام کرنے کے بعد کہنے لگا کہ میں ایک پورا لایا ہوں میں نے اسے لگانے کے لئے ایک گڑھا کھود رکھا ہے آپ کو باہر کے اسے اپنے شہر ہاتھوں سے لگا دیں۔ آئندہ میں اس کا ہر طرح سے خیال رکھوں گا۔ ہاتھامی مان گئے اور انہوں نے وہ پورا اپنے شہر ہاتھوں سے لگا دیا۔ ابھی تک یہ درخت کاشی کے راج گھاٹ پر موجود ہے۔ یہ ہاتھامی کے ہاتھوں کی لگائی ہوئی یادگار ہے جن کی زندگی کے حالات ناظرین اودم کی خدمت میں پیش کئے جا رہے ہیں۔ کچھ عرصہ اس جگہ پتیا کرتے کے بعد انہوں نے اپنا مکندل اٹھایا اور اس کے چلے دیئے۔

پریاگ پہنچ کر شہر کے مشہور اس جی ندی کے کنارے کھڑے ہونے کے بعد ایشور کا دھیان لگاتے ہوئے سادھی کی حالت میں پہنچ گئے ایک یا دو دن کے بعد جب انہوں نے آنکھیں کھولیں تو کیا دیکھتے ہیں کہ ایک برہمن ہاتھ میں کھانے کی تھالی لئے ہوئے ہاتھامی کو کھانا پیش کر رہے ہیں جو کہ وہ اپنی مرضی سے لاتے تھے۔ چند دنوں کے بعد ہاتھامی کی ملاقات نانا صاحب سے ہوئی۔ نانا صاحب ہندوستان کی جنگ آزادی کے لیڈر تھے۔ نانا صاحب نے ہاتھامی کو اپنے کانپور سے بھاگنے کے بارے میں بتایا۔ اور یہ بھی بتایا کہ انہوں نے انگریز پولیس افسروں سے اپنا بچاؤ کیسے کیا ہے۔ انہوں نے ہاتھامی سے پراختہ کی کہ وہ ان کو کوئی محفوظ جگہ بتائیں۔ جہاں کہ وہ اپنے آپ کو بچھپا سکیں انہوں نے روتھ موئے ہاتھامی سے اپنے من کی شنائی کے لئے پراختہ کی جب ہاتھامی صاحب نانا جی سے باتیں کر رہے تھے تو اس وقت انہوں نے ایک سفیاسی کا لباس پہن رکھا تھا تاکہ وہ بچپانے نہ جاسکیں۔ ہاتھامی نے انہیں روحانیت کے بارے میں بتایا کہ وہ اپنے دکھوں کو بھیل جائیں۔ ہاتھامی نے ان کو ہماریہ پہاڑوں میں ایک خاص جگہ بتاتے ہوئے کہا کہ وہ باقی ماندہ زندگی ایشور کی یاد میں گزاریں۔ ہاتھامی نے انکو یہ بھی بتایا کہ وہ خود جتنا ندی کے کنارے تھکے کے نزدیک جا کر رہیں گے۔ جاتا صاحب وہاں سے چلے گئے کچھ عرصہ کے بعد انہوں نے تھکے جا کر ہاتھامی کے پھر روشن کئے۔

تھوڑے دنوں کے بعد ہاتھامی کانپور کی طرف روانہ ہوئے جب وہ ایک جنگل سے گزر رہے تھے تو زبردست بارش شروع ہو گئی جو کہ لگاتار تین دن تک ہوئی تھی۔ ہاتھامی اپنے بائیں بازو کو اوپر کئے ہوئے ایک درخت کے نیچے کھڑے رہے جب بارش بند ہونے پر وہ وہاں سے چلنے لگے تو اس درخت سے ایک پھن دار سانپ نکل کر ہاتھامی کے پاؤں پر لیٹنے لگا۔ ہاتھامی نے اسے آخیر دی اور اس کے چلے دیئے۔ کچھ دنوں کے بعد ہاتھامی کانپور کے نزدیک ندی کے کنارے پہنچے اور آرام کرنے کے بعد وہاں سے نمی شران جنگل کی طرف روانہ ہوئے۔ وہ ندی کے کنارے جا رہے تھے راستہ میں انہوں نے ایک ہاتھامی کو دیکھا جو شیر کی کھال پر

بیٹھے ہوئے تھے۔ جہاں تاجی نے انہیں پرنام کیا۔ لیکن وہ پرنام کا جواب دینے کی بجائے مغرورانہ لہجے میں بات کرنے لگے۔ وہاں ایک عجیب چیز واقع ہوئی ایک سانپ کہیں سے نکل آیا۔ اور اس نے ٹھنڈی جہاتا کو ڈس لیا۔ وہ جہاتا درو کے مارے چلائے لگا۔ اور محسوس کرنے لگا کہ اس کے ہتھک آمیز رویت کے کارن ایشور نے اسے نرازی ہے۔ وہ جہاتا جی کے پاؤں پر گر کر کہنے لگا کہ آپ انسانانی چولے میں جھلکوان ہیں۔ آپ نے آج مجھ پر بہت جہربانی کی ہے مجھے میرے ہتھک آمیز رویت کی پوری پوری سزا مل گئی ہے۔ آپ نے میرے جھوٹے ٹھنڈ کو ختم کر دیا۔ مجھے آپ کھشما کریں۔ جہاتا جی نے اسکو بتایا کہ وہ خود عزت یا بے عزتی کے دو چار سے پرے ہیں۔ لیکن انہوں نے یہ نصیحت کی کہ وہ ہمیشہ ہر ایک کے ساتھ عزت سے پیش آئے۔ اس کے بعد جہاتا جی نے وہاں سے کچھ پتے توڑ کر اس جہاتا کو دیتے ہوئے کہا کہ وہ ان کو سانپ کے ڈس نے والی جگہ پر گر لیں۔ وہ پتے رگڑنے کے بعد اس جہاتا کی حیرانگی کی کوئی حد نہ رہی کیونکہ اس کا درد بالکل جاتا رہا تھا۔

جہاتا جی آگے جا کر ایک درخت کے نیچے کچھ زیر سادھی کی حالت میں کھڑے رہنے کے بعد مسرک (MISRAK) نامی جگہ پر پہنچے وہاں انہوں نے دھونی بھلائی نزدیک کھڑے ہو کر تپتیا کرنے لگے جس وقت وہ وہاں کھڑے تھے تو ایک آدمی اپنے لڑکے کو جو کہ بستر مرگ پر پڑا ہوا تھا لایا۔ اور کہنے لگا کہ جہاتا جی میرا لڑکا مر رہا ہے آپ کرپا کر کے کوئی ایسا پائے کر میں جیسے کہ اسکی جان بچ جائے۔ یہ سنکر جہاتا جی نے اسے کہا کہ دھونی میں سے تھوڑی سی راگھ لے کر لڑکے کے جسم پر چل دیں۔ اس آدمی نے ایسا ہی کیا۔ وہ بیمار لڑکا تندرست ہو گیا۔ اور وہ جہاتا جی کا شکریہ کرنے کے بعد وہاں سے چلا گیا۔ وہاں ایک اٹھ وچھپ واقع پیش آیا۔ اس پاس کے رہنے والے کچھ بوگ جہاتا جی کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ جہاتا جی ایک نوجوان برہمن جسکو برہمچاری کہتے ہیں اس نے کاستری منتر کا چپ کر کے کچھ سدھیاں پراپت کر رکھی ہیں۔ وہ عام طور پر لوگوں کو شاپ دینا بہتا ہے۔ اور جو کچھ وہ کہتا ہے سچ ہو جاتا ہے اس نے بہت سے بے گنہ لوگوں کے لئے مصیبتیں پیدا کر رکھی ہیں۔ یہ سنکر جہاتا جی کے دل میں اس برہمچاری کو ایک اچھا سبق سکھانے کا خیال پیدا ہوا۔ انہوں نے ان لوگوں کو کہا کہ وہ انہیں برہمچاری کے پاس لے چلیں وہ لوگ جہاتا جی کو اس جگہ لے گئے۔ جہاتا جی برہمچاری کے پاس جاکر اسے کہنے لگے کہ برہمچاری لوگ کہتے ہیں کہ تم ان کو شاپ دیکر ان کے لئے مصیبت پیدا کرتے ہو بتاؤ کہ تم کاستری منتر کا ناجائز استعمال کیوں کرتے ہو میں نہیں ابھی شاپ دیدوں گا اور تم فوراً مر جاؤ گے۔ اس لئے میں کہتا ہوں کہ تم اپنی بڑی عادت چھوڑو اس ابھیانی برہمن نے سوچا کہ اگر اس نے سختہ کا اظہار کیا تو مارا جائے گا۔ اس لئے اس نے نہایت فرما پورا پاک جہاتا جی سے کہا کہ میں اس نصیحت کیلئے آپکا شکرتا رہوں میں آپکے حکم کی تعمیل کروں گا آپ کرپا کر کے مجھے شاپ نہ دیں میں اس کے بعد اپنی سدھی کا ناجائز استعمال نہیں کروں مگر آج سے میں کسی کو ہرگز شاپ نہیں دوں گا۔ آپ میرے پتا ہیں اور میری حفاظت کرنے والے ہیں۔ میں نے آپکی کرپا سے زندہ کا بہت بڑا سبق آج سیکھا ہے۔ جہاتا جی اس کے رویت میں اسقدر تبدیلی دیکھ کر بہت خوش ہوئے۔ اس کے بعد جہاتا جی اس جگہ کو چھوڑ کر ایک جگہ جہاں کہ بالکل خاموشی تھی چلے گئے۔ اور بڑا خوشید اوم کا چپ کرنے لگے وہاں ایک دو چوں کے بعد انہوں نے ایک عجیب و غریب آواز یعنی آکاش دانی سنی۔ جو اس طرح کہتی: آپ مالا ندی کے کنارے کنارے چلتے جائیں اور پہلی بھیت میں داخل ہو جائیں۔ جہاں ایک اٹھوری جہاتا ملے گا۔ وہاں سے رٹھیا صاحب چلے جائیں

وہاں سری گورو نانک دیو جی آپ کو درشن دیں گے۔ جہاں تاجی یہ آکاش وانی من کر بہت خوش ہوئے اور وہاں سے چل پڑے اور مالائندی کے کنارے پہنچ گئے۔

(باقی آئندہ قسطوں میں)

لاکھ چند کوہلی - کوڑا سرے پلاک سے

ریلوے کالونی سیوانگر نئی دہلی ۳

دھرم کیا ہے

راز قلم گیارنی بٹن سنگھ جی

۳۔ دروازے - دھرم کے مندر میں داخل ہونے کے لئے آج تک ۳ دروازے تلاش کئے جا چکے ہیں۔ ایک دروازہ بائیں جانب سے دہنی طرف کا دروازہ پر اٹھو تک گیان ہے۔ اصلیت اس دروازے کا گیان حاصل کر کے انسان اپنی زندگی کے مقصد کا پتہ لگتا ہے۔ پھر وہ اپنے اعمال اسی طرح ڈھال لیتا ہے۔ اس دروازے سے بھارت کے بڑے بڑے رشی اور چاروان گئے ہیں۔ دوسرا دروازہ بائیں جانب سدا چار اور عمل کا دروازہ ہے۔ جہاں تاج بدھ اس دروازے سے گئے ہیں۔ جبکی تعلیم (دھرم) طبع اور بُری کھاناؤں پر قابو پانے کے بارے میں تھی۔ ان رہنماؤں کی بات کو چھوڑیں۔ بیروکاران مذاہب میں غامبوٹکا آجانا ممکنات سے ہے۔ ہر وہ خیال کے مقتد کچھ غلط فہمی کے شکار ہوئے۔ گیان مارگ کے راہگیروں نے سدا چار اور عمل کے پہلو کو نظر انداز کر دیا۔ دوسرے دروازے یعنی سدا چار اور عمل کے حامی گیان مارگ کو نظر انداز کر کے گامزن ہوتے رہے۔ جہاں تاج بدھ نے اس گیان کو غنوں سمجھا اس بارے غامبشی اختیار کرنے کی تلقین کی۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ہر وہ دروازوں سے گزرنے والوں نے ایک دوسرے سے پہلو تہی کی۔

اگر نظر غیر سے دیکھا جائے تو گیان مارگ سدا چار اور عمل یہ سب کچھ اس پر م پتا پر مشہور کی بھارت کیلئے دین تھی۔ روحانیت کے نقطہ نظر سے بھارتی رشیوں کو روئے عالم میں افضل ترین درجہ حاصل ہے۔ ساتھ ہی گیان (غلاسی) میں یہ دلش دنیا سے سبقت لئے ہوئے ہے۔ جیسا کہ امریکن مشہور فلاسفر ول ڈیورانت۔ اپنے پُر زور الفاظ میں یہ اعتراف کرتا ہے کہ یورپ کا فلسفہ جہاں ختم ہوتا ہے بھارتی فلسفہ وہاں سے شروع ہوتا ہے۔

تیسرا دروازہ - ان دونوں کے درمیان ایک تیسرا دروازہ ہے جس میں گزرنے والے رہنماؤں نے پراکھوتک گیان (فلاسی) پر بھی زور دیا ساتھ ہی عمل اور سدا چار پر بھی۔ اس دروازے کے راہگیروں

میں شری گورو نانک دیو جی کا قدم مبارک ہے۔ یوں تو گورو نانک دیو جی کو دیکھ کر ہی کہا جائے تو بے جا نہ ہو گا۔

کیونکہ گورو لفظ ہی مکمل ہستی کا مظہر ہے۔ بھارت، اسپین کو چھوڑ بھی فخر اس عظیم ترین ہستی پر حاصل ہے کم ہے۔ انکی دینی پاؤں شری گورو گرنتھ صاحب میں مرقی دبد کے پرمان بھرے پڑے ہیں۔ خادم نے گذشتہ ایام میں ایک مضمون سپرو قلم کیا تھا جس کا عنوان "ایک شجر پر دو پرند" تھا۔ یہ اہستہ پرمان اور دربار صاحب (گور بانی) سے کلیتہً مطابقت لئے ہوئے ہے۔ اس کے علاوہ صد ہا بہتیں بلکہ ہزاروں پرمان ایسے بیٹھے جن سے اشتراک مذاہب کی تعلیم اور روشنی ملتی ہے۔ حقیقہً بائبل، قرآن شریف، تورات، زبور، ان کے لئے شری گورو نانک دیو جی نے لفظ کتب استعمال فرمایا ہے۔ طالت کے خیال سے میں ایک پرمان ہی پیش کر رہا ہوں۔

"نانک سنگورو ایسا مہیے جو سب سے لے ملائے جیو" ہرم پوجیہ مہاتما بھاگ مل ساہی جی نے کتاب موسومہ امرت سرور میں ایک جگہ امرکین لہڈی میری ایکسپوژر (جسے دھارماک جذبے کے تحت فلم الیکٹرکس ہونے کا فخر حاصل ہے) کا ایک بیان رقم فرمایا ہے۔ محترمہ موصوف نے دھرم کے موضوع پر اپنا خیال دیتے ہوئے کہا ہے۔ "جب میں نے دھرم کو سمجھنے کی کوشش کی تو میں یہ سمجھی کہ دھرم کسی نیکی کا ہی نام ہے۔ میں تو ایسا سمجھتی ہوں اور آپ بھی سمجھنے کی کوشش کریں۔ کہ نیکی ہی پر مشور کا ایک روپ ہی ہے تو اس سے یہ ثابت ہوا کہ جو انسان جیتوڑ زیادہ نیک ہے اسی قدر وہ پریشور کے نزدیک ہے۔ کتنا بلند اور پرتو خیال ہے یہ؟ یہ چند فقرے بطور اقتباس پیش کئے ہیں۔ یہ مضمون بہت مفصل ہے اور پُرکشش ہے۔

اتریشی آنجانی باوا ٹکینہ سنگھ جی نے ویلانوچن میں علم المعاملہ علم المکاشفہ میں ویڈیوں کا کرم کا نڈ، گیان کا نڈ، گیس خوبی سے بیان فرمایا ہے۔ جسکے لئے قیمتی الفاظ مہیا نہیں ہوتے مٹی سورج نرائن صاحب مرحوم دہلوی نے چہل درویشوں دو دیگر کتب کی تصنیف فرما کر قوم کو روزمرہ کے قیمتی ہیروں سے متور کیا ہے۔ کچھ انسانی طبع کی خامیوں کو دیکھ کر دکھ محسوس ہوتا ہے۔ کہ زمانہ حال میں انسان اخلاقی طور سے کس قدر بستی میں جا رہا ہے۔ اس کا مبدب محکمہ تعلیم میں دھرم سدھار گیان کا عدم محض ہے۔ دوسرے بوجہ مغربی تہذیب مادہ پرستی نے انسانی وقار کو ٹھوکر لگائی ہے۔

ویڈیو مقدس اور گورو گرنتھ صاحب ادویت سدھانت کے حامی ہیں۔ اسلامی توحید واحدہ لائبریک کانفر دیتی ہے۔ یہ مضمون اپنی خوات میں دوسرے ہیں۔ میں نے کچھ ادنیٰ اور خستہ الفاظ میں ہرم کیا ہے؛ موضوع پر اپنے خیالات پیش کئے ہیں۔ دوران تحریر کچھ غلطیاں اور خامیاں رہ گئی ہوں تو ناظرین اوم کھما کریں۔ آئندہ اسی سلسلہ میں ناسٹک اور وغیرہ پر قلم اٹھانی جاوے گی۔ "لش سنگھ شری۔ ہندوستان"

اصلی مذہب

از قلم شری ۱۰۸ سوای پرمانند جی ہماراج چداکاشی

ماکتب تہذیب سے لکھ انس ہر دم طالب
کہتے ہیں مذہب کہ جسکو وہ فقط تہذیب ہے
شوق سے پڑھ ہر سبق مرشد کی یاں امداد سے
دلش و انصاف سے کو عام صحبت کی تمیز
خواہشات نفس پر رکھ ضبط ہر دم اے پیسر
وقت کو تقسیم کر ہر کام کرنے کے لئے

ملت و مشرب میں جانیکی ضرورت تم کوگی
ہمتوں میں ہے گرم بازار شرک و حسد کا
کر منور دل کے آئینے کو تو خورشید سا
صحبت روشن ضمیراں سے تو کر دل کو صفا
جسم کے افعال میں ہو اعتدال اے نیک خواہ
وقت پر رکھا وقت پر سوا دکر ذکر خلسا

اس طرح تیرا عمل ہو تا دم انجام کر
لطف پاوے زندگی کا، ذرات پانی کا مزہ

بلی کی آنکھوں جیسی چمک
جو توں پر لانے کیلئے

بلی شو پالش

بلی شو کریم استعمال کیجئے

بلی بوٹ پالش کمپنی دہلی





द्रौपदीको सान्त्वना

द्रौपदी को सान्त्वना

فہرست کتب

دھارمک رسالہ اوم دہلی سے مندرجہ ذیل کتب منگوا کر جیون کو سچل بنا لیں

امرت بنہ ہندو ہیت ۱۲ ارٹے
من سے جگ جیت (ہندی)

قیمت تین روپے (3/-)

آدرش پر دیار (ہندی) قیمت تین روپے

پردہ مجاز منشی پریم چند قیمت چھ روپے

روکھی رانی ۔ ۔ ۔ ۔ 1/50

کہ پنا 3/4 خواب خیال 3 1/2 روپے

شیواجی قیمت ایک روپہ لکھ آئے۔

روحانی اشارے۔ ایک روپہ چار آئے

سائیں کے سو خیال ایک روپہ آٹھ آئے

کیر بھنواولی قیمت دو روپے چار آئے

سولہ سنگار ۔ ۔ ۔ ۔ پانچ سو روپے

بیوی اور بیسوا کشن چندریا 1/75

رامان امرت 1/2 روحانی کرنیں 2/2 روپے

شیو پوران اردو قیمت تین روپے

لیک وراثت اردو 3/3 روپے

آجھوتی پرکاشن ہندی تہہ پہام 4/4 روپے

شہنشاہی ۔ ۔ ۔ ۔ 4/50 روپے

علم الروح ۔ روحانی لیکن 1/50 روپے

گھر کا لکڑا اردو جلد 5/5 روپے

سوانحی سوانی رام تیرکھ 5/5 روپے

گویت پرکاش (ہندی) قیمت 3/3 روپے

وویک چڑامنی اردو 2/2 روپے

وچار مالا 1/4 دیانت بودھ 20 پیسے

آتم جگیا سا 20/- رام لیتنا 5/- پیسے

میں کون ہوں قیمت صرف 10 پیسے

آتم ناتھ دو ایک 10 پیسے

کلام مضطر ۔ ۔ ۔ ۔ پچاس پیسے

پرمانند کی پراپتی 70 پیسے

برہم سوتر ہندی 16/1 روپے

گویت پرکاش (ہندی) مختلف سری سوانی

گویت اندجی ہمارے صفحات 640

قیمت لائٹ کے مطابق 3/3 روپے

ہندو دھرم کی عظمت اردو دو روپے

آجھوتی پرکاش ہندی پریش جھاگ 8/8 روپے

شرمید بھگوت لیتنا مترجم منشی رنگھوڑا

چھ جھاگ قیمت 6/6 روپے

رتن رامین 4/4 روپے

حقیقی آند کا راستہ 2/2 روپے

اے مسلم بھائی قیمت دو روپہ

پریت سنبھے ۔ ۔ ۔ ۔ قیمت دس آئے

آدرش مانہ ہندی قیمت چھ روپے

پرستو تم انک 1972 تقریباً پچاس

منجین کا جھوڑ قیمت اڑھائی روپے

سنگ ناسک سوانی شوانندجی

قیمت صرف 25 پیسے

برنجیر (ڈرام) قیمت صرف 50 پیسے

لندن یا ترا اور مرگ آتموں کے

ساتھ وارنالاپ قیمت 60 پیسے

روحوں کی دنیا سارے تین روپے

شرمید بھگوت گیت جگیا مترجم و شریک

از شری رام لال پرماوتھی 2/2 روپے

لیک وراثت سار اردو 3/3 روپے

گیت منظوم از خواجہ دل محمد ایم آپرسل

لیک وراثت منظوم ترجمہ ہے قیمت 3/3

جپ جی وکھنی صاحب منظوم از خواجہ

دل محمد صاحب ایم اے۔ (3/50)

تلمی رامان مکمل بالتصویر جلد اردو

جلبیں بڑا تباہی بے شک و ترجمہ 16/50

پر بھو کے ساکشات درشن 4/4 روپے

تقدیر اور تباہی کا لکھن 1/1

ستیا درشن ہمنغری و فیروز چنڈر جی

قیمت رعایتی دو روپے 2/2